عہدے یاراں

داستان ہر اس رشتے کی جو وجود رکھتا ہے

رمشہ اکرم

NOVEL-E-MEHAR

دوسری قسط

کمرے کی لائٹ مدھم تھی،

سنہری پردوں پر چاند،

کی روشنی ہلکے ہلکے،

عکس بنا رہی تھی۔اریحہ

بال کھولے،آئینے کے سامنے

بیٹھی جھومر کے جھولتے

عکس میں خود کو تک رہی تھی۔ ہاتھ میں چوڑیوں کی ہلکی چھنک گونج رہی تھی۔

سعدیہ نے ہلکا سا چونک،

کے کر پلٹ کر دیکھا، وہ

اس کے پاس کھڑی تھی، بالوں کو

ڈھیلے جوڑے میں باندھے،

مسکراتی ہوئی۔

جی اریجہ آپی... کچھ کہنا تھا؟" سعدیہ نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔"

وہ آہستہ سے آگے بڑھی، بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگی۔

...ہاں، بس یہ پوچھنا تھا"

احمد تم سے کیا کہہ رہا تھا؟

میرا مطلب ہے، وہ کسی سے

ایسے بات نہیں کرتا کبھی، اس لیے پوچھ رہی ہوں۔

"اریجہ نے تجسس اور شوخ لہجے میں سوال کیا

سعدیہ کے ہاتھ میں پکڑی

بیڈ کی چادر تھم گئیں۔

چہرے پر لمحہ بھر کو

حیرت چھلکی، پھر وہ ہنس دی——وہی بے

NOVEL-E-MEHAR

ساختہ ہنسی جو ہمیشہ

رامیشہ کے ایسے سوالات پر ہنستی تھی

اچھا؟ کچھ خاص نہیں کہہ"

...رہے تھے آپی

بس کہہ رہے تھے کہ آپکی

آواز اچھی ہے،اور پوچھ رہے تھے،

"کہ کیا آپکو کبھی کسی نے بتایا نہیں۔

اریجہ نے شریر مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا،

"تو تم نے کیا کہا؟"

سعدیہ نے بیڈ پر پلو رکھتے ہوئے دھیرے سے جواب دیا،

"میں نے کچھ نہیں کہا... بس شکریہ کہا اور مسکرا دی تھی۔"

اریجہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری

اور کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھی

اچھا سعدیہ میں زرا آتی ہوں تم چینج کر لو

پھر سوتے ہیں۔ اریحہ بولتی کمرے سے باہر نکل گئی،اسکارخ احمد کے کمرے کی طرف تھا

۔ میں آجاؤں اریحہ نے ہلکا سا ناک کرتے پوچھا

جی آجائیں اریحہ نے قدم بڑھائیں۔

وہ صوفے پر لیپ ٹاپ لے کر بیٹھا تھا۔وہ احمد کے پاس آکر بیٹھ گئی

کیا کررے ہو اریحہ نے سوال کیا

کچھ نہیں ایسے ای آپی۔آپ بتائیں سوئی نہیں آپ ؟احمد نے سوال کے جواب میں سوال کیا تھا

وہ ایسا ہی تھا اپنی مرضی کرنے والا

وہ اگر بات کرتا تو اپنے انداز میں اور اپنی مرضی سے کرتا تھا

NOVEL-E-MEHAR

وہ ہر کسی سے بات نہیں کرتا تھا

وہ احمد شاہ تھا خود میں جینے والا تھا، وقار اور ایٹیٹیوڈ کے ساتھ

ایسے ای ایک بات پوچھنے آئی تھی

اریحہ نے شرارت سے کہا

کیا بات ہے آپی کچھ چاہیے کیا؟احمد نے لیپ ٹاپ بند کر کے سنجیدگی سے پوچھا

...ارے نہیں بھئی مجھے تم سے یہ پوچھنا تھا کہ...... اریحہ نے بات ادھوری چھوڑ دی

کے کیا آپی بولیں نااحمد نے تجسس سے پوچھا۔

مجھے لگتا یار تمہیں سعدیہ پسند آگئی ہے

اب تم بتاؤ کے کیا مجھے غلط لگتا ہے؟

اریحہ نے اسکی آنکھوں،

میں جھانکتے ہوئے کہا،

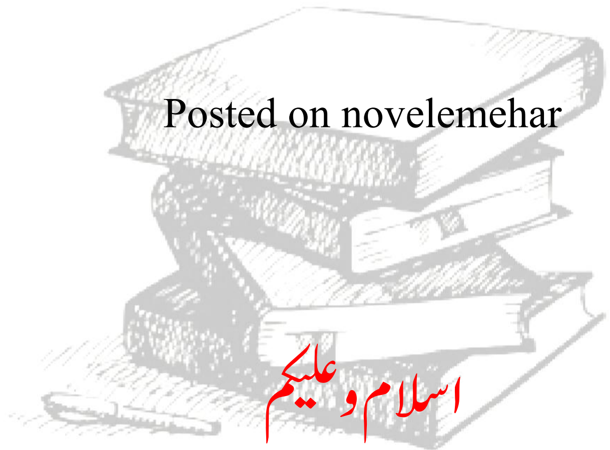

NOVEL-E-MEHAR
اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں
ہم آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہے ہیں

www.novelemehar.online

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانا یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں

ابھی رابطہ کریں

Email Writers@novelemehar.com

Whatsapp------03116909338...

گہری بھوری آنکھوں میں حیرت ابھری تھی اور

سفید ماتھے پر حیرت کی

شکنوں نے دعویٰ کیا تھا

وہ پہلے تو کچھ بول نا سکا،

پھر سنجیدگی سے بولا،

آپکو وہم ہوا ہے، اور وہم کا

علاج نہیں ہے ورنہ کروا کر بھیجتا۔

احمد کی بات پر اریحہ جھٹکے سے اٹھی اور بولی بتاؤ نا احمد میں، نے

سنا تم نے اسکی تعریف کی

اریحہ کے بولنے پر احمد کو،

۔ جھٹکا لگا مگر وہ خود کو کمپوز کر گیا

اپنے غلط سنا احمد نے

صاف گوئی سے جواب دیا،

اور بیڈ پر لیٹ گیا

میں ماما کو بتا دوں گی احمد

NOVEL-E-MEHAR

چپ چاپ سچ بتادو۔ جس بندے

نے کسی سے کبھی سیدھے منہ بات نہیں

کی وہ ایک لڑکی،

کی آواز کی تعریف کررہا تھا،

وہ بھی اسکو سامنے کھڑا کر کے۔

احمد جھٹکے سے اٹھا،

یار کیا مسئلہ ہے تعریف کرنا گناہ ہے

اور اچھی تو وہ ہے۔اچھی لگنا کیا ہوتا ہے

احمد نے مصنوعی غصے سے کہا

مطلب وہم نہیں ہوا مجھے؟ اریحہ نے شرارت سے پوچھا

آپی اب آپ ڈانٹ کھالیں گی مجھ سے وہ بس اتنا ہی بول سکا۔اچھا سوری گڈ نائٹ بائے

NOVEL E MEHAR

اریحہ مسکراتی ہوئی کمرے کا دروازہ بند کرتی چلی گئی۔

اب کمرے میں لمحہ بھر کو خاموشی چھاگئی ــــ صرف کھڑکی سے آتی ہوا اور پردے کی ہلکی سرسراہٹ باقی رہ گئی تھی

احمد کی سوچوں کا سلسلہ اریحہ کے جانے کے بعد شروع ہو چکا تھا۔

۔ وہ وہی سوال اپنے دل سے کر رہا تھا جسکا جواب وہ لینے آئی تھی

اریحہ کمرے میں واپس آئی تو سامنے لیمپ کی زرد روشنی میں سعدیہ بیڈ پر نیم لیٹی ہوئی تھی۔

— بال کھلے ہوئے، ایک ہاتھ تکیے کے نیچے، دوسرے ہاتھ میں فون تھا

اسکرین پر واٹس ایپ کی ہلکی نیلی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

اریحہ دروازہ بند کر کے کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھی۔

”تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟“

اریحہ نے ہلکے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں، دوست سے بات کر رہی ہوں۔ وہ ابھی تک مجھ سے بات کرنے کے لیے جاگ رہی ہے۔“

سعدیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

واہ، بھئی ایسی دوست کہاں ملی“

اریحہ نے ہنستے ہوئے پوچھا

”۔ اچھا، جلدی بات ختم کر لو، اور جلدی سو جاؤ کل ابٹن ہے۔ مہمان آئیں گے میری کچھ فرینڈز بھی آئیں گی“

سعدیہ نے ہلکے سے ”جی آپی“ کہا،

اور نظریں دوبارہ فون پر جھکا لیں۔

اسکرین پر رمیشہ کا میسج جگمگا رہا تھا:

"ہائے! بتا جلدی، ڈھولک کیسی رہی؟ تم نے گایا یا نہیں؟" >

سعدیہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

اس نے جواب لکھا:

"ہاں، تھوڑا سا۔ سب کہہ رہے تھے اچھا گایا ہے۔" >

NOVEL-E-MEHAR

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے بات کر رہی تھیں۔

اور رامیشہ کے سوال ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے

اچھا سعدی احمد کا ذکر کیا تھا تم نے سرسری سا،

سعدیہ نے انگلیاں تھوڑی دیر روکی تھیں۔

پھر آہستہ سے ٹائپ کیا:

”ہاں، اچھا لڑکا ہے تھوڑا سنجیدہ انسان ہے۔ اس نے بھی تعریف کی میری، وہ کہہ رہے تھا کہ میری آواز اچھی ہے۔“ >

رمیشہ کا جواب فوراً آیا:

اچھا!!؟ □ تو یہ تو آغاز لگ رہا ہے محترمہ! کیسا ہے ویسے؟“ >

”شکل و صورت کیسی؟ تھوڑا بیان تو کرو۔

سعدیہ ہنس دی، ہلکی سی آواز کمرے میں گونجی۔

NOVEL-E-MEHAR

پھر اس نے آہستہ سے لکھا:

پتا نہیں کیوں، مگر اس کے چہرے پر غصیلے تاثرات رہتے ہیں“ >

وہ بات کم کرتا ہے، مگر دیکھنے میں بہت سنجیدہ لگتا ہے۔

”جیسے اس کے پاس وقت ہی نہیں، ہو کسی سے بات کرنے کے لیے۔

رمیشہ نے فوراً دل والا ایموجی بھیجا اور لکھا:

”اچھاااا، مطلب اثر ہو گیا ہے ذرا سا؟“ >

سعدیہ نے تکیے پر سر رکھتے ہوئے ہنستے ہوئے ٹائپ کیا:

”نہیں، بس اسکی اتنی سی بات اچھی لگی اکہ اس نے میری تعریف کی۔“ >

”کیا بات ہے؟“

اریجہ نے کنگھی ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا،

”اتنی مسکراہٹیں کیوں بکھر رہی ہیں فون کی اسکرین پر؟“

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے جلدی سے فون الٹا رکھا،

”کچھ نہیں آپی، بس رمیشہ کی شرارتیں ہیں ہمیشہ والی۔“

” اچھا کافی گہری دوستی لگتی ہے آپکی“

اریجہ نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا،، جی ہاں ایسا ہی ہے،

سعدیہ اریحہ کو اپنی دوستی کی ڈیٹیل سنانے لگی اریحہ اسکے پاس بیٹھی دلچسپی سے سن رہی تھی۔

ارے واہ ماشاءاللہ بہت خوب سلامت رہیں دونوں اور دونوں کی دوستی بھی۔

"اریحہ نے لیٹتے ہوئے کہا۔اور تم بھی جلدی سو جاؤ، صبح بہت کچھ تیار کرنا ہے۔

سعدیہ نے سر ہلایا،

"جی آپی۔"

چند لمحے بعد اریحہ کی سانسیں مدھم ہونے لگیں—وہ سو گئی تھی۔

سعدیہ نے فون پھر سیدھا کیا،

اسکرین پر رمیشہ کا آخری میسج چمک رہا تھا:

" ابٹن کے بعد مجھے سب ڈیٹیل دینا... خاص طور پر اس کی دیکھتے ہیں اب کونسا کمپلیمنٹ دیتا ہے۔ سنجیدہ ہیرو" >

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے مسکراتے ہوئے فون بند کیا۔

کھڑکی سے چاند کی ٹھنڈی روشنی بستر پر پڑ رہی تھی۔

— کہیں دور ڈھولک کی مدھم گونج جیسے یاد بن کر لوٹ آئی تھی

اور اس کے ساتھ احمد کی وہ ایک سادہ سی بات۔

.تمہاری آواز اچھی ہے۔

ٹھک ٹھک ٹھک

ہلکی ہلکی دستک کمرے کی خاموشی کو توڑ گئی۔

"۔ بی بی جی...اُٹھ جائیں، شاہ بیگم بلا رہی ہیں"

ملازمہ کی آواز نے نیند میں میں خلل ڈالا تھا۔

۔ اریحہ نے آنکھیں مسلیں

تکئے کے نیچے سے بازو نکالا اور مدھم سی آواز میں بولی،

"ہمم...ابھی آتی ہوں نازو۔"

NOVEL-E-MEHAR

پاس سو رہی سعدی نے کروٹ بدلی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا۔

اسکرین پر وقت دیکھا تو آنکھیں حیرت سے کھل گئیں—— صبح کے گیارا بج چکے تھے۔

"!اریحہ آپی! گیارہ بج گئے ہیں"

سعدیہ کی آواز میں حیرت اور گھبراہٹ ملی ہوئی تھی۔

"؟ کیا؟گیارہ"

اریحہ اچانک اٹھ بیٹھی،اس کے کھلے بال کندھوں پر بکھر گئے

میں تورات کو الارم لگا کر سوئی تھی۔...ارے یار آدھا دن تو نکل گیا"

اسنے جلدی سے بالوں کو اوپر لے جا کر جوڑے میں باندھا۔

نیند کے اثر سے

چہرے پر ہلکی سرخی تھی،اور آنکھوں میں غنودگی کے تاثر باقی تھے۔

سعدیہ نے جلدی سے اٹھ کر چادر سیدھی کی۔

NOVEL-E-MEHAR

اریحہ بھی جلدی سے بیڈ سے اتری۔

الماری سے کپڑے لیے اور باتھ روم میں گھس گئی۔

نازو.... شاہ بیگم نے آواز دی

جی جی بیگم جی نازو کچن سے بھاگتے ہوئے آئی۔

اریحہ کو بلانے کو کہا تھا میں نے شاہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

جی میں نے پیغام دے دیا انہوں نے کہا کہ میں آتی ہوں۔

نازو نے نرمی سے جواب دیا اور واپس کچن کی طرف قدم موڑ لیے۔

دائیں جانب کی سیڑھیوں سے وہ دونوں ہنستی مسکراتی اترتی نظر آئیں۔

سعدیہ نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔

چوڑی دار بازو، ہلکی نیلی کڑھائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھے وہ آہستہ آہستہ اریحہ سے باتیں کر رہی تھی——

اسکے کھلے بالوں کے نیچے سے چاندی کی بالیاں جھلک رہی تھی۔

اریحہ نے پنک فیلئر فراک پہنی،

بالوں کو نیچے سے سمیٹ کر کلپ لگایا، اور ہلکا سا کاجل لگایا ہوا تھا۔

ہلکی لپسٹک سے ڈھکے ہونٹ مسکرائے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

اسلام وعلیکم ماما اینڈ ممانی

سامنے شاہ بیگم صوفے پر بیٹھی تھیں، ان کے سامنے چائے کا کپ تھا۔

ساتھ نجمہ بیگم بھی موجود تھی۔

بیٹا، آخر تم دونوں"

کو اٹھنے کا یاد ہی گیا؟

نجمہ بیگم نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

"ممانی جان، رات دیر سے سوئے تھے نا، ڈولک کی آوازیں ابھی تک کانوں میں گونج رہی ہیں۔"

اریجہ نے شوخی سے کہا۔

شاہ بیگم نے ہنستے ہوئے سر ہلایا،

"چلو ناشتہ کرو، پھر لان میں آ جانا، احمد اور شاہ میر وہیں ہیں۔"

شاہ میر؟" سعدیہ نے چونک کر پوچھا۔"

"ہاں بیٹا، صبح آیا تھا، احمد کے ساتھ اپٹن کی سجاوٹ کروا رہا ہے۔"

اچھا چلو آؤ سعدیہ ناشتہ کریں۔

بہت کام باقی ہیں ابھی اریجہ نے چیئر گھسیٹتے ہوئے کہا

NOVEL-E-MEHAR

اور ٹائم بھی کم ہے سعدیہ نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

— دونوں نے جلدی سے ناشتہ کیا— پراٹھے، آملیٹ، چائے

"...اریجہ جلدی جلدی بولتی جا رہی تھی، "سعدیہ! میرا تو بہت کچھ خریدنے والا ہے، دوپٹہ، مہندی، چوڑیاں سب۔

سعدیہ ہنستے ہوئے بولی بس پھر

اسلام و علیکم

اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں

ہم آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہے ہیں

www.novelemehar.online

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں

ابھی رابطہ کریں

Email Writers@novelemehar.com

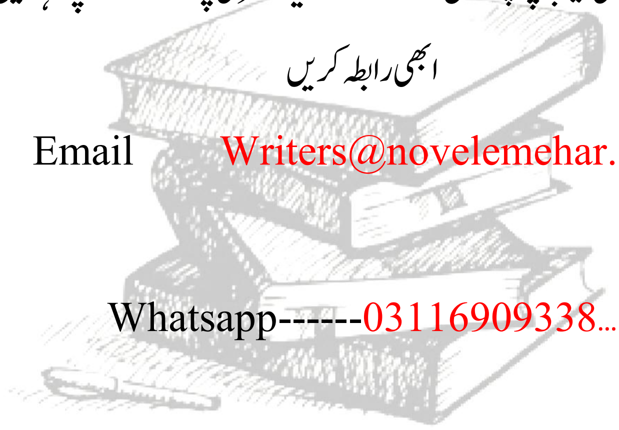

Whatsapp------03116909338...

NOVEL-E-MEHAR

پھر تو ابٹن مال میں ہی ہو گی۔

دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

ناشتہ ختم کر کے وہ لان میں آئیں تھیں۔

باہر سورج کی روشنی ہلکی تھی، ہوا میں گیندے کے پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

لان میں احمد اور کچھ لوگ کھڑے تھے ــــ دونوں ہاتھ میں پیلے پھولوں کی لڑی تھامے کسی ملازم کو کچھ سمجھا رہا تھا

احمد سفید قمیض شلوار میں تھا۔اسنے سلیوز فولڈ کر رکھے تھے۔

چہرہ ہمیشہ کی طرح سیریس اور غصے سے بھرا لگتا تھا

"اوہو! آخر ہماری نیند کی رانی جاگ گئ"

شاہ میر نے اریحہ کو دیکھتے ہی مذاق کیا۔

اریحہ نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا،

"ہاں بھئی! تم تو جیسے صبح فجر سے کاموں میں لگے ہو"

احمد نے سر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔

ارے بھائی ادھر تو میچنگ ہو رہی ہے۔شام نے شوخی سے آنکھ دبائی۔

....اتفاق ہے یا پھر.... اس بار اریحہ بولی تھی

NOVEL-E-MEHAR

چپ رہو تم دونوں احمد نے غصے سے کہا۔

ریحوں آپی بولیں کوئی کام ہے تو،

ورنہ کام کرنے دیں۔

احمد نے سنجیدہ لہجے میں کہا

اسکے ہاتھ میں گیندے کے پھولوں کے ہار تھے۔

ہمم بھائی مارکیٹ جانا ہے

اریجہ نے مدعہ بتایا۔

میں مصروف ہوں اسکولے جاؤ ساتھ،احمد،شاہمیر کو آگے کرتے بولا تھا۔

”تم لے جائو گے ہمیں شام؟“

اریجہ نے پوچھا۔

شاہ میر نے ہاتھ کمر بند پر رکھا،

”میں حاضر ہوں! لیکن ایک شرط ہے—شاپنگ کے بیچ کچھ کھانا پینا بھی ہو گا۔“

سعدیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا،

”شرط منظور ہے، مگر ہم دیر نہیں کریں گے۔“

تھوڑی دیر بعد گاڑی پورچ سے نکلی۔

— سڑک کے کنارے درختوں کے سائے، کہیں کہیں پرندوں کی آوازیں تھیں

ریڈیو پر پرانا گانا چل رہا تھا۔

راولپنڈی کی مارکیٹ میں پہنچ کر رونق چھا گئی۔

دکانوں پر ہلکے پیلے، سبز، اور گلابی کپڑوں کی بہار تھی۔

چوڑیاں،، مہندی، ہر طرف رنگ اور روشنی تھی

NOVEL E MEHAR

اریحہ مختلف دوپٹے دیکھتے ہوئے بولی،

"یہ والا کیسا ہے سعدیہ؟ ہلکے سنہری بارڈر والا؟"

— سعدیہ نے دوپٹے کو اپنے اوپر رکھا، آئینے میں دیکھا

"اچھا ہے، مگر ذرا سا سمپل لینا چاہیے۔"

شاہ میر ہنستے ہوئے بولا،

"۔ مجھے تو سب ایک جیسے لگ رہے ہیں، تم دونوں کے ذوق کے آگے تو یہ کچھ نہیں ہیں"

— اسی لمحے دکان کے شیشے کے سامنے سے ایک مرد گزرا

اونچا قد، نیوی بلیو شرٹ میں گاڑی کی چابیوں کو گھماتے ہوئے اینٹر ہوا۔

سعدیہ نے ایک پل کو نظریں اٹھائیں،

NOVEL-E-MEHAR

اریحہ چونک گئی اسکے منہ سے بس اتنا نکلا

آپ...

وہ قریب آیا، کشادہ پیشانی میٹھی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

السلام علیکم، بیگم جان کیا چل رہا ہے؟

وعلیکم السلام! بھائی جان یہ مارکیٹ ہے جان شان دو دن بعد۔"

شام اچانک علی کے چہرے کے سامنے آکر بولا تھا۔

اریحہ نے شوخی سے کہا۔ارے ہٹو میرے شوہر ہیں وہ کچھ بھی کہیں آپکو اس سے کیا

، اریحہ کی بات پر علی نے شام کو شان سے کالر جھٹک کر دکھایا

تو یہ ہیں نیا کردار شاہ ہاؤس میں

— علی کی نگاہ سعدیہ پر پڑی تو

وہ بولا تھا،سعدیہ کے ہاتھ میں پکڑی چوڑیاں ہلکی سی کھنک رہی تھیں۔

علی نے نرم لہجے میں پوچھا،

"آپ شاید اریحہ کی کزن ہیں؟"

سعدیہ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"۔ جی، میرا نام سعدیہ شمس ہے"

"خوشی ہوئی مل کے،شاہمیر سے سن رکھا تھا آپ کے بارے میں۔"

— اس جملے پر سعدیہ نے لحہ بھر کو چونک کر اریحہ کو دیکھا

NOVEL-E-MEHAR

اریحہ نے ہنس کر بات کا رخ موڑ دیا،

چلو اب آپ بھی مدد کرو، یہ دوپٹہ لیں یا نیلا والا؟"

" ڈریس کیسا ہے علی نے پوچھا،ایسا کریں بھابی یار آپ جائیں چینج کر کے آئیں جو سوٹ کرے وہ دوپٹہ پہن لینا

، ہمم یہ ٹھیک رہے گا شام گڈ آئیڈیا

اریحہ نے چٹکی بجانے کے انداز سے

۔ انگلی گمائی اور ڈریس لے کر چینج روم چلی گئی

سعدیہ کی نظریں اسکے فون پر جمی تھیں،

شام کی نظر پڑی فون کی

سکرین پر تھی،

سعدیہ کی انگلیاں سکرین پر

۔ سپیڈ سے ٹائپ کر رہی تھیں

۔ شام نے ایک پل میں نظر ہٹالی

وہ ابھی روم سے باہر نکلی ہی تھی کے کسی نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

اریحہ ایک دم کھینچنے سے علی کے سینے پر زور سے جا لگی تھی۔

اس پہلے کے کچھ سمجھتی علی نے

اسکے گرد بازوں کا حصار بنالیا تھا۔

علی..... اراریحہ نے آہستہ سے کہا...... جی بیگم جان اسنے اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے پوچھا تھا۔اریحہ علی کے رومانوی انداز سے پریشان ہو جایا کرتی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

آپکو ادھر کا کس نے بتایا،وہ غصے سے لال ہوتی اسکے ہاتھ جھٹک گئی

ارے میں سمجھ رہا تھا کے میری بیگم جان کوئی اچھی بات کہنے لگی ہیں،

آپ تو غصہ ہی کر رہی ہیں۔

، کون بتا سکتا ہے شام نے بتایا

اس سے پہلے کے علی

اور کچھ بولتا

اریحہ کا رخ شام اور

سعدیہ کی طرف تھا

....ادھر آؤ شام کے بچے... وہوہ اسکے پیچھے بھاگی

پھسادیانابھائی بولا تھانا

انکو چھیڑنانامر گئے رے

شام کی دہائیاں سب سن رہے تھے

، وہ اگے اور اریحہ اسکے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی

سعدیہ حیرت اور چنچل انداز سے ویڈیو شوٹ کر رہی تھی جو وہ رامیشہ کو بھیجنے والی تھی... ماحول شوخ چنچل ہو رہا تھا

جس میں ہنسی، شور، علی دکانداروں

کے کہکے کی

—— آوازیں شامل تھیں

ماحول جیسے تصویری کہانی بن گیا تھا۔

دو گھنٹے بعد وہ سب لنچ کے لیے ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔

کھڑکی کے پاس والے ٹیبل پر وہ

شام کے ساتھ بیٹھی تھی، سامنے

، شہر کا ہلکا سا منظر تھا

شاہ میر مزاحیہ باتوں سے اس کو ہنسا رہا تھا۔

علی اور اریحہ دوسرے ٹیبل پر

NOVEL-E-MEHAR

تھے اریحہ کے ہاتھ علی کے ہاتھوں

میں تھے اور وہ کھانے کے ساتھ

باتوں میں مصروف تھے۔

سعدیہ خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی۔

اسکی نظر جب انکے ہاتھوں پر تو

مسکرا دی۔

شاہمیر بولا دیکھوا بھی

تھوڑی دیر پہلے یہ مجھ سے لڑ رہی تھیں۔

اس کی بات پر سعدیہ نے مسکراتے ہوئے

ویڈیو آن کی اور اسکے اگے کی۔

NOVEL-E-MEHAR

آآآآآآ... مائے گاڈ شام کے منہ سے نکلا

اور حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا

کے وہ کیسے ارد گرد کی پرواہ کیے

بغیر آگے پیچھے بھاگ رہے تھے

سعدیہ شام کی حیرت دیکھ کر ہنسی میں

لوٹ پوٹ ہورہی تھی،

اسے ہنستادیکھ وہ بھی ہنسنے لگا

بیگم جان دودن ہیں بس تیاری پکڑیں

میرے پاس آنے کی،

تیاری ہی کررہے ہیں،اونواریحہ

کو جیسے کرنٹ لگا تھا،علی آج میری

ابٹن ہے اور اتنالیٹ ہوگیا،

ماما بہت غصہ کریں گی جلدی سے

کھانافنش کریں

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ شام قریشی کو آپ سے

دوستی کرنی ہے۔

شاہمیر کے ایسے اچانک بولنے پر

سعدیہ چونکی۔

بٹ میں پہلے پوچھ لوں کہیں

ریجیکٹ ہی نا کردو تم شام نے مسکراہٹ

دبانے کے انداز سے کہا

وہ اسکی اتنی بے تکلفی پر حیران ہوئی تھی

بولو نا شام نے چوٹکی بجائی اور

اسے ہوش میں لایا پھر پوچھا

سعدیہ نے کہا جی مگر میں دوست نہیں بناتی۔

ارے کیوں شاہمیر کو حیرانگی ہوئی تھی۔

کیوں کے میرے پاس ہے دوست مزید

ضرورت نہیں ہے۔

کیا آپ دکھا سکتی ہیں ہم بھی تو دیکھیں خوشنصیب کون ہے؟ اس نے آنکھوں کو گھما کر دکھایا تھا

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ ہنس دی اور اپنا فون اسکے اگے کیا۔

شاہمیر کی نظر فون پر پڑی تو ٹھہر گئی۔

ہوم سکرین پر دو چہرے چمک رہے تھے

ایک سعدیہ کا اور دوسرا غیر مانوس تھا،

مگر وہ اسکی آنکھوں کو اتنا مانوس لگا

کے نظر ٹھہر گئی تھی۔

اپکے ساتھ کون ہے؟

شام نے بغیر نظر ہٹائے پوچھا

میری دوست، اس نے مختصر جواب دیا تھا۔

چلو بھئی جوان،

علی نے شام کے کندھے

پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھنے کا

اشارہ کیا۔

کیسی رہی شام کی

کمپنی اریحہ نے

دھیرے سے سعدیہ،

، کے کان میں کہا

، اچھی ہے وہ مختصر بولی

، چاروں کا رخ اب پارکنگ کی طرف تھا

واپسی پر سورج کی روشنی نرم

ہو چکی تھی۔جو پانچ بجنے کی نشانی تھا

گھر پہنچے تو گھڑی کی سوئیاں سچ میں پانچ بجا رہی تھیں۔

— پورے گھر میں ہلچل تھی

مہمان آرہے تھے،روشنیوں کی لڑیاں،پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

تینوں ہنستے ہوئے گھر میں داخل ہوئے

— احمد کی نظران تینوں پر پری اور سعدیہ پر ٹھہر گئی وہ ٹیرس پر کھڑا تھا

اور ہلکی ہوا اسکے بال بکھیر رہی تھی۔

لو آگئے نجمہ بیگم نے سعدیہ کو دیکھتے ہی شاہ بیگم سے کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

کہاں رہ گئے تھے تم لوگ شاہ بیگم

....آتے ہی ان پر برس پڑی تھیں

..ماما ڈریس پسند نہیں آرہا تھا

حد ہوتی ہے ریحو اسی لیے کہتے ہیں

ہر کام وقت پر کرنا چاہیے۔

سوری ناماما اریحہ نے شاہ بیگم کے

گلے میں بازوؤں کا ہار ڈالا تھا۔

اچھا اب مسکے نا لگاؤ جاؤ اپنے

باقی کام کرو اور ریڈی ہو جاؤ

بوٹیشن آنے والی ہو گی۔

شاہ بیگم نے

اسکے بازوں کے ہار کو گلے سے اتار کر کہا۔

چلو سعدیہ چلیں شام جو پہلے ہی وہاں سے غائب ہو چکا تھا،اب ٹیرس پر احمد کے ساتھ موجود تھا۔

کیا بات اے ویلین کدھر کھویا ہے؟؟

شام احمد کا بیسٹ فرینڈ تھا وہ

اسکو اسکے سیریس مزاج اور

غصے اور کم مسکرانے کی وجہ سے

ویلین بولتا تھا۔

وہ جب بھی بولتا احمد مسکرا دیتا تھا۔

اب بھی ہمیشہ کی طرح وہ مسکرایا تھا،۔

اس نے ہوا میں اڑتے اپنے سیاہ ولف کٹنگ والے بالوں کو انگلیوں کی کنگی سے سنوارا تھا۔وہ مختصر بولا کچھ نہیں۔

تیری کزن کو دوستی کی پیشکش کی ہے میں نے۔

شام کے بولنے پر احمد کو حیرت کا

جھٹکا لگا تھا مگر کچھ کہے بنا

وہ مڑ کر روم میں گیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

میٹھی شام میں وہ سیڑھیوں پر بیٹھی ویڈیو دیکھ رہی تھی،

اسکی ہنسی تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

آپی ایسا کیا دیکھ لیا آپنے، راحل نے

رامیشہ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

بھیا آپ آئیں یہ دیکھیں رامیشہ نے

....اپنا فون راحل کے آگے کیا

فون کی سکرین پر ویڈیو چل رہی تھی

جس میں ایک نوجوان

لڑکا آگے اور ایک خوبصورت

لڑکی دوپٹہ گھماتے

اسے کے پیچھے بھاگ رہی تھی جو شاید اسنے ہتھیار کی صورت پکڑا ہوا تھا۔

راحل بھی ہنسنے لگا یہ لوگ ہیں کون آپی اسنے سوال کیا،

بھئیا یہ سعدیہ کی کزن ہے اور یہ

NOVEL-E-MEHAR

انکا دیور ہے رامیشہ نے راحل کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے وضاحت کی۔

کیسے بچو کی طرح پکرن پکڑائی کھیل رہے ہیں

رامیشہ نے ہنستے ہوئے کہا،ہاں اور وہ بھی شاپنگ مال میں

اور یہ دوکاندار کا اڑا ہوا رنگ تو دیکھو راحل نے فون پر اشارے سے بتایا،اور دونوں ہنسنے لگے،

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے اکلوتے اکلوتے تھے راحل ایک سال چھوٹا تھا مگر پھر بھی وہ اسے

بھئیا بولاتی تھی۔

پیلے پھولوں کی لڑیاں لان میں سجائی گئی تھی،

سارا لان لائٹس کی روشنیوں

سے جگمگ کر رہا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

ایک طرف پیلے رنگ کے پردوں سے

سے بیک گراؤنڈ اور پھولوں کی لڑیاں لگا

کروا ل بنائی تھی اس پر

سجاوٹ کا بھرپور انتظام تھا۔

نیچے فلور سٹیج اور اس پر

لڑکیوں کے بیٹھنے کے لیے سرخ

قالین بچھائی گئی تھی۔

اریحہ حنا اور رامین سے باتوں

میں مصروف تھی....

وہ اپنے بالوں میں جلدی

، جلدی برش چلا رہی تھی

جب وہ ریحو ریحو آوازیں

دیتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

سعدیہ نے جلدی سے قریب پڑا

دوپٹہ کاندھوں پر ڈالا تھا۔

سوری مجھے ناک کر کے

انا چاہیے تھا۔

کوئی بات نہیں آپکو کوئی کام

ہے آپی سے تو وہ نیچے ہیں،

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے آہستگی سے بتایا۔

ہاں یہ وہ.... وہ اپنی بات کو ادھورا چھوڑ گیا۔

آپ ریڈی نہیں ہوئی ابھی

احمد نے ایک نظر بکھرے سامان پر

ڈالتے ہوئے پوچھا؟

...بس ہو گیا سعدیہ نے سامان سمیٹتے ہوئے کہا

اچھا یہ وہ آپ کے لیے ہیں..میں اسی لیے آپی کو ڈھونڈ رہا تھا اب

یہ آپ خود ہی پکڑ لیں۔

سعدیہ نے ایک نظر اسکے

چہرے پر ڈالی۔

وہاں غصے کا نام نشان نہیں تھا،

اور وہ ابھی بلکل نرم

.. مزاج میں لگ رہا تھا

سعدیہ نے اسکے ہاتھ سے بنا کچھ

پوچھے پیکٹ لیا اور ٹیبل پر رکھتے

ہوئے شکریہ کہا۔

اچھا آپی کی یونیورسٹی کی فرینڈز بھی آگئی ہیں آپ بھی جلدی سے

ریڈی ہو جائیں۔

جی بلکل بس بال کور کر کے آ رہی

ہوں۔

ہمممم کرلیں وہ اپنی جگہ پر ساکت

کھڑا تھا،

اور نظریں ہنوز سعدیہ کی مسکراہٹ پر اٹکی تھیں۔

سعدیہ نے چٹکی بجائی ہیلو مسٹر

اسکے بلانے پر اپنے حواس میں لوٹا تھا..جی جی وہ خود

NOVEL-E-MEHAR

کو کمپوز کرتے ہوئے بولا،

میں نے کہا کے میں آ رہی ہوں۔

....وہ سمجھ گیا تھا کے اسکے کہنے کا مطلب تھا کے آپ جائیں اب

اور وہ اپنی بے وقوفی پر سر ہلاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

سعدیہ ابھی پوری فری بھی نہیں ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ پھر ہلکا سا چرچا۔

سعدیہ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

احمد پھر سے کمرے میں داخل ہوا تھا

مگر اس بار وہ ناک کیے بنا نہیں آیا تھا۔

"ارے... ابھی تو گئے تھے آپ"

وہ زیرِ لب بڑبڑائی، بس اتنا زور سے کہ خود کو بھی سنائی مشکل سے دے۔

سعدیہ... ایک چیز رہ گئی تھی

احمد کی بھاری سی آواز، جو ہمیشہ سنجیدہ ہوتی تھی مگر آج تھوڑی نرم لگی۔

سعدیہ نے جھنجھلا کر دوبارہ دوپٹہ ٹھیک کیا۔

"جی بولیے؟"

اس بار وہ سیدھا اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا تھا

"ادھر دو زرا... یہ پیکٹ۔"

NOVEL-E-MEHAR

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

سعدیہ نے ناچاہتے ہوئے بھی پاس پڑا ہوا پیکٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

احمد نے پیکٹ کھولتے ہوئے کہا:

”یہ بتا نا رہ گیا تھا کہ اس میں ہے کیا۔ تم نے خود تو کھولنا نہیں تھا۔“

وہ کیسا بے تکلف ہو رہا تھا،

آپ سے سیدھا تم تک آ گیا تھا۔

اس نے پیکٹ کو کھولا اور

اندر سے سرخ گلاب کی گجرے نکالے۔

اتنی خوشبو کہ سعدیہ کا سانس بھی آہستہ ہو گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ ایک سیکنڈ کو گڑبڑا گئی۔

”یہ...؟ یہ میرے لیے؟ کیوں؟“

احمد اس کی طرف ایک آہستہ سا قدم بڑھا کر کھڑا ہو گیا۔

فاصلہ اتنا کم کہ اس کے سانس کی گرمی تک محسوس ہو رہی تھی۔

تازہ گلاب لانا سجن، وہ ہلکے سے بول کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں حیرت اور ہلکا سا ڈر تھا۔“

”پھر نرمی سے بولا وہ مارکیٹ میں پھولوں پر نظر پڑی تو یاد آ گیا تمہارا سونگ۔

اس کا لہجہ آج عجیب ہی نرم تھا۔

سعدیہ کی پلکیں تیزی سے جھپکیں۔

وہ پیچھے ہٹنے لگی مگر احمد نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”رکو۔“

اور پھر دوسری ہاتھ سے گجرے نکال کر اس کی کلائی پر پہنانے لگا۔

گلاب کی خوشبو سیدھی سعدیہ کے چہرے تک پہنچی۔

”اب ٹھیک ہے۔“

وہ آہستہ سے اس کی کلائی چھوڑتا پیچھے ہٹا۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ کا دل ایک سیکنڈ کو ایسے لگا جیسے دھڑکنا بھول گیا ہو۔

ضرورت نہیں تھی وہ بس اتنا بول سکی… شکریہ پھر بھی۔“

”آپ جا سکتے ہیں اب، پلیز۔ ورنہ میں خود چلی جاؤں گی۔

” احمد نے ایک سیکنڈ اسے دیکھا، جیسے کچھ کہنا چاہا مگر، پھر آہستہ سے بولا

میں جا رہا ہوں آیم سوری بولتا

وہ باہر چلا گیا۔

۔ دروازہ بند ہونے کے بعد سعدیہ نے ایک لمبی سانس لی۔اسکے ہاتھ لرز رہے تھے

"یہ... سب کیا تھا...؟"

وہ خود سے بولی، پھر لرزتے ہاتھوں سے جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے لگی۔

۔ تھوڑی دیر بعد... سعدیہ تیار ہو کر نیچے آ رہی تھی

لونگ ہلکی پیپلی فراک، ہلکا میک اپ، بالوں میں سنجیدہ سا جوڑا،اس سب میں وہ حسن کی دیوی لگ رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

اسکی کلائیوں پر وہی گلاب کی

گجرے بھی موجود تھے،

وہ اسے کسی شہزادی سا احساس دلا رہے تھے، جسکا شہزادہ اسکے لیے تحفہ نایاب لیا ہو۔

...نیچے سب افراتفری میں تھے، مگر جیسے ہی سعدیہ سیڑھیاں اتری

احمد لاؤنج کے کونے میں کھڑا تھا۔

وہ جیسے اسکے ہی انتظار میں تھا۔

اس کی نظر سعدیہ پر پڑی۔

وہ یوں رک گیا جیسے کوئی فریم ہولڈ ہو جائے۔

سعدیہ کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہوا۔

وہ نیچے آتے ہوئے نظریں چرا گئی۔

احمد کے دوست شاہمیر کی انٹری ہوئی

، اسی دوران وہ سعدیہ کے سامنے رک گیا

اسکی سانسیں بھی جیسے تھم گئیں۔

"بھائی… سانس لے لو، مر نہ جانا۔"

۔ احمد نے اسے گھورا اور دانت پیس کر بولا

"چپ کرو تم ملکہ عالیہ آ رہی ہیں۔"

NOVEL-E-MEHAR

شاہمیر ہنستا ہوا بولا اور سعدیہ کے پاس آیا۔

"ہائے… میں شاہمیر ہوں۔ احمد کا بیسٹ فرینڈ۔"

سعدیہ نے اوور لوڈ شرمندگی میں ہلکا سا سر ہلایا۔

"جی… میں ہزار بار سن چکی ہوں شاہمیر بھائی۔"

"۔ سعدیہ کے بھائی بولنے پر احمد کا دل مسکرایا تھا"

۔ شاہمیر نے شرارت سے کہا، یہ یہ یہ کمی رہ گئی تھی چلو دوست نا سہی بھائی سہی۔ مگر چھوٹا بھائی بنو گا میں

سعدیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"؟...کیا کیا کیوں بھئی"

شاہمیر نے ہنستے ہوئے ہاتھ آگے کیا

اچھا پھر فرینڈز؟

احمد بھی ادھر موجود تھا،

" شام نے اسے دانت دکھائے

....۔ سعدیہ تھوڑی جھجھکی... تھوڑی الجھی پھر شام کا ہاتھ تھام لیا او کے فرینڈز

ہاں... شاید میں زیادہ ہی کھروس دکھتا ہوں احمد نے سعدیہ کو دیکھتے بولا تھا"

وہ ایکسیوز کرتی باہر لان

کی طرف چلی گئی۔

شاہمیر ہنستے ہوئے بولا

جل کیوں رہا ہے بھائی،

"۔ شاید نہیں۔دل بھی جل رہاہے تیرا"

۔ پاس کھڑے احمد نے بے چینی چھپاتے ہوئے کہا بکواس نا کر چل آ جا چلیں ریحو سے مستی کرتے ہیں

لان روشنی سے نہایا ہوا تھا،

ہر طرف ہنسی شور تھا، مہمان لگے ٹیبلز پر پر براجمان تھے ذیادہ خواتین تھیں۔

شمس صاحب اور شاہ صاحب ایک طرف

بیٹھے سب دیکھ رہے تھے۔

یار میاں ایک کام تو کر شاہ صاحب نے

اریحہ کے پاس جاتی سعدیہ کو دیکھ کر کہا۔

جی شیراز بھائی حکم کریں شمس الدین

صاحب سنجیدہ ہوئے تھے۔

یار اپنی سعدیہ بیٹی بڑی پیاری

لگی مجھے تو ایسا کر نجمہ

سے پوچھ اور مجھے دے دے۔

شاہ کی بات پر میاں صاحب

چونکے تھے اور پھر سمجھ آنے پر

NOVEL-E-MEHAR

مسکرا دیے اور بولے اپنی ہی

سمجھیں شاہ جی، انکی

بات پر شاہ، نے میاں صاحب

سے مصافحہ کیا تھا۔

سعدیہ کا فون وائبریٹ ہوا۔

اس نے فوراً اٹھالیا۔

"ہااا س سن... تیار ہوگئی؟"

رمیشہ کی آواز پوری شور میں بھی تیز سنائی دی۔

"ہاں... بس نیچے آئی ہوں اریجہ کے پاس۔ ادھر سب جمع ہیں۔"

"ویڈیو کال کر... میرا دل کر رہا ہے تجھے دیکھوں۔"

"پاگل... ابھی سب دیکھ لیں گے۔ بعد میں کرتی ہوں۔"

"اور وہ پھر آیا؟ بول نا آیا؟ بات کی؟"

سعدیہ نے ایک بے چینی بھری نظر احمد پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”رمیشہ... میں بعد میں بات کرتی ہوں۔“

۔ رمیشہ چیخی“اے ے ے نہیں نا ارے یار

سعدیہ نے فوراً کال کاٹ دی۔

”...اوخدا... یہ لڑکی“

وہ زیرِلب بولی۔

اُبٹن کا فنکشن شروع ہو چکا تھا

۔ ڈھولک کی تال... ہلکی گہری آوازیں گونج رہی تھیں

اریحہ لڑکیوں میں بیٹھی تھی جب

۔ سعدیہ نے اسے اٹھنے کا اشارا کیا

آؤ ٹھواب رسم کریں،اسنے اریحہ

کا ہاتھ تھام کر کھرا کیا تھا،

وہ ہلکے پیلے رنگ کے خوبصورت سوٹ میں... بلکل دلہن جیسی لگ رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

”!... آٹھتے ہی حنااور رامین نے لڑکیوں کے ساتھ مل کر شور کیا تھا۔

:اریجہ شرما کر بولی

”بس حنااور رامین یار... اب زیادہ نہ تنگ کرنا۔پہلے ہی ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں۔“

سعدیہ اس کے پاس آئی اور دوپٹہ ٹھیک کیا۔

”؟ اتنی گھبراہٹ کیوں ہورہی ہے علی بھائی تواپنے گھر ہیں ابھی“

:اریجہ ہنس کر بولی

”یہی تو مسئلہ ہے... سمجھ نہیں آرہا کیا ہورہا ہے۔“

NOVEL-E-MEHAR

اسی دوران شاہمیر آگے بڑھا۔

”آوجی... دلہن صاحبہ۔تھوڑا سا اُبٹن ہم بھی لگائیں؟“

اریجہ نے اسے گھورا۔

ابھی نہیں شام ابھی وہ دوپٹہ پکڑاؤ“

”۔ سعدیہ نے وضاحت کی

شاہمیر نے احمد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

---"۔ آج تو بڑا اچھا دن ہے شاہمیر سے شام پراگئی لڑکی۔احمد نے دانت پیسے تھے ہٹا ہاتھ ہرامی بھائی بھی بولتی ہے ساتھ"

سب لڑکیاں مل کر گانا گا رہی تھیں انہوں نے اریحہ کو درمیان میں کھڑا کر

اسکے سر پر پیلا دوپٹا تان رکھا تھا

سعدیہ ایک طرف جھک کر پلیٹیں ٹھیک کر رہی تھی۔ ،

احمد نے پکچر بناتے فوٹو گرافر

۔ کو اشارا کیا تھا

احمد آہستہ سے ادھر آ کر کھڑا ہوا۔

بہت اچھی لگ رہی ہو اور میں بھی شاید "

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ چونک گئی۔

"آپ... کب آئے؟ میں ہمیشہ سے"

سعدیہ کے موم بتی جلاتے ہاتھ ایک لمحے کو رکے تھے اور آنکھیں احمد کے چہرے کی طرف اٹھی تھیں۔

اسکا چہرا چار انچ کے فاصلے پر تھا

اس نے ایک لمحہ اس کو دیکھا تھا۔

اور انکا ایسے ایک دوسرے

کو قریب سے دیکھنا،

فوٹو گرافر کے کیمرے میں

قید ہو چکا تھا۔اور موم بتی جلاتے سعدیہ کے سرخ گجرے والے ہاتھ تصویر کو ہزار رنگ بخش گئے تھے۔

سعدیہ پلکیں جھپکتے ہوئے پیچھے ہٹ گئی۔

"اچھا... میں پلیٹ لے کر آتی ہوں۔"

۔ احمد نے مسکرا کر کہا

پلیٹ ہی لینی ہے نا... بھاگنے کی کوشش تو نہیں کرنے لگا کوئی۔"

" سعدیہ مسکرا کر تیزی سے اریحہ کی طرف چلی گئی

NOVEL-E-MEHAR

شاہمیر دو پلیٹیں پکڑے سعدیہ کے پاس آیا

اتنی سنجیدہ شام نے حیران ہو کر پوچھا:

"میں سنجیدہ نہیں ہوں۔بس... تھوڑی مصروف ہوں۔"

شاہمیر نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا:

"ہاں ہاں... کوئی بات نہیں۔ہر سنجیدہ لڑکی کی زندگی میں ایک کریزی دوست ہونا چاہیے۔اور وہ میں ہوں۔"

سعدیہ نے ہنسنے سے خود کو روکا۔

"آپ بہت بولتے ہیں۔"

"؟ بالکل۔ورنہ احمد کی طرح چپ بیٹھ کر کون دور سے دیکھے"

احمد بھی پیچھے آرکا تھا

اس نے شام کو گھور کر دیکھا۔

"میں یہاں کھڑا ہوں۔"

"ہاں تو میں اندھا نہیں... دیکھ رہا ہوں۔"

شاہمیر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ ہنسی روک نہ سکی۔

اور ہنستے گال پر پڑتے ڈمپل اور

خوبصورت ہنسی نے احمد کی نظروں کو ساکت کر دیا تھا۔

سعدیہ آگے بڑھ کر اریجہ

کو بٹھا رہی تھی۔

فون وائبریٹ ہوا۔

رمیشہ کا میسج:

"میں ویڈیو کال پر آ رہی ہوں۔ تیاری رکھنا۔"

سعدیہ نے آنکھیں رول کیں۔

"...او خدا!"

اس نے فوراً میسج لکھا:

"رک جا۔ سب سامنے ہیں۔"

رمیشہ:

"تو کیا ہوا؟ مجھے بھی تو سب دیکھنے ہیں۔"

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے فون بند کر دیا۔

"...یہ لڑکی ایک دن مجھے مروا دے گی"

شام اور احمد بھی موجود تھے رامین کی

نظر شام سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔

وہ اور احمد سفید سوٹ

میں پیلا سکارف گلے میں

پہنے شہزادے لگ رہے تھے۔

--- سعدیہ کا فون مسلسل رنگ کر رہا تھا

اسلام علیکم سعدیہ نے کال پک کرتے ہوئے کہا۔

واسلام ماشاءاللہ میری پرنسس تو کوین لگ رہی ہے،

۔ اور میں بلکل پرنس لگ رہا ہوں پیچھے کھڑے شام نے اپنی ناک اندر گھساتے ہوئے کہا

...سعدیہ نے فوراً موبائل کا رخ بدلا... اور شام کو گھورا

ارے کیا ہو گیا یار سب سے ملواؤں نا بیسٹ فرینڈ ہے آپکی غیر تو نہیں۔

لڑکیاں اُبٹن لگا رہی تھیں، کچھ گانے چل رہے تھے۔

اریحہ کی ہنسی، سب کا شور، رنگ، مہک رہے تھے رامیشہ اس ماحول کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اوکے کرواتی ہوں سعدیہ نے مسکرا کر موبائل آگے کیا۔

رامیشہ کو اب فریم میں چھ لوگ نظر آرہے تھے۔

، جس میں وہ اریحہ اور شام کو پہچانتی تھی انکی ویڈیو دیکھنے کی وجہ سے

ہیلو گائز میں ہوں رامیشہ اونلی فرینڈ

آف سعدیہ شمس الدین۔

ارے نہیں اب آپ اونلی نہیں رہی

میں بھی ہوں سعدیہ شمس الدین کا فرینڈ

...شام نے رامیشہ کی نقل کرتے ہوئے کہا

NOVEL-E-MEHAR

اسکی بات پر سب ہنس پڑے تھے

...بائے دی وے رامیشہ یہ میری کزن ہیں اریجہ اور یہ انکی فرینڈز حنا اینڈ رامین

رامیشہ نے تین خوبصورت لڑکیوں کو

...ساتھ میں دیکھ کر سلام کیا تھا

...اور یہ موصوف ہیں اریجہ کے دیور احمد کے دوست اور میرے بھائی شاہمیر قریشی

وہ بے دھیانی میں احمد کا نام لے گئی تھی جس پر وہ مسکرایا تھا۔

اینڈ یہ... اس سے پہلے کے سعدیہ بولتی

شام بولا یہ ہیں احمد دی سیریس مین

میرا بیسٹ فرینڈ۔

اوکے نائس ٹو میٹ یو احمد بھائی

رامیشہ نے ہاتھ ہلا کر کہا تھا۔ جس پر احمد نے سمائل دیتے ہوئے کہا تھینکس سسٹر اینڈ سیم ٹو یو پریٹی ڈول۔

سعدیہ نے رامیشہ سے فری ہو کر بات کرنے کا کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

، کال اب ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی

مگر کچھ دل کنیکٹ ہو رہے تھے۔

احمد نے ایک لمحہ سعدیہ کو دیکھا۔

وہ اریجہ کو ابٹن لگا رہی تھی۔

سعدیہ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا بہت اچھی لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔

احمد نے نرم آواز میں کہا

"۔ جی آپی بہت پیاری لگ رہی ہو بس اللہ… خوش رکھے آمین"

سعدیہ کے دل پر جیسے ہلکا سا اثر ہوا۔

وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ شاہمیر بیچ میں کود پڑا۔

"بھائی… اُبٹن کی پلیٹ ادھر دے دو۔"

احمد نے اسے گھورا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔"

شاہمیر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا:

NOVEL-E-MEHAR

"میری وجہ سے کام خراب ہو رہا ہو تو بتا دیں… میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔"

سعدیہ کا چہرہ بھی لال پڑ گیا…اور احمد کا بھی۔

۔ شاہمیر اور اریحہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے

۔ رامین نے ہلکا سا ہاتھ بڑھا کر اریحہ کو ابٹن لگائی اور ساتھ کھڑے شام کی طرف نظر ڈال کر مسکرا دی

…ایسے نا مجھے تم دیکھو

…شام نے ہلکا سا گایا اور سب ہنس پڑے

رامین شرمندگی سے لال ہو گئی۔

اب ہماری باری احمد نے ابٹن پکڑتے ہوئے کہا..... اواونو نو سعدیہ اندر کو دی

پھو پھوانکو بتائے

کوئی کے یہ لڑکیوں کی

محفل ہے، سعدیہ نے شوخی سے کہا،

ہاں مگر بھائی ہیں وہ اسکے جواب نجمہ بیگم کی طرف سے آیا تھا۔

ارے ہاں ہاں شاہ بیگم اپنی کچے پیلے رنگ

کی شال سنبھالتے ہوئے سٹیج پر آئیں۔

....احمد پتر شرارت نہیں کرنی کوئی

شاہ بیگم کی بات پر لڑکیوں کے کہکے ہوا

.......میں گونجے تھے اور رامین بولی احمد بھائی اور وہ بھی شر ااااارت

ایساویسادوردور تک نہیں ہوگا۔ ،

NOVEL-E-MEHAR

رامین کی بات پوری ہوئی ہی تھی کے ابٹن سے بھرا ہاتھ اسکے سفید چہرے کو

رنگ دار کر گیا تھااووومائے گاڈ احمد بھائی میری نہیں اریجہ کی ابٹن ہے۔

ہاں بٹ چیلنج تو آپنے

....کیاناڈیر سسٹر جی

وہ آنکھیں مٹکا کر بولا تو سب ہنسنے لگے۔

اور پھر حملہ ہوااور اریجہ کا چہرہ ابٹن

سے بھر دیا گیا تھا وہ آنکھیں کھولے

۔ احمد کو حیرت سے گھور رہی تھی

۔ بھاااااائی............ وہ چیخی تھی

سعدیہ کو محسوس ہوا تھا کے وہ بھی

زندہ دل انسان ہے ہے بس غصے کا تیز ہے۔

اپ کا کیا خیال ہے مس؟

شام نے مٹھی بھر کر سعدیہ کی طرف دیکھا تھا۔

نو نو شام ایسا نہیں کرنا وہ بھاگی تھی

اور شام اسکے پیچھے بھاگا شام کے ہاتھ

اسکے چہرے کو گندا کر گئے تھے۔

....آؤچ وہ اپنے سر کو سہلاتی بولی سینا ہے کے لوہا.......وہ سن چکا تھا

جی لوہا ہے اور اس لوہے کے سفید کرتے کو

اپ ایسا کر چکی ہیں۔

احمد اسے اپنی قمیض دکھا رہا تھا جو اسکے ٹکرانے پر اسکے چہرے سے ابٹن لگنے پر رنگین ہو گیا تھا۔

....سوری غلطی سے ہو گیا وہ شاہمیر نے

اس اے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی وہ بولا او کے ریلیکس جاؤ منہ دھو لو کچھ نظر تو آئے تمہیں... بااہاں جا رہی ہوں اتنا بھی تنز نا کریں

بائے مسٹیک ہوا ہے

NOVEL-E-MEHAR

لان کی روشنی ہلکی مدھم تھی، مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہو رہے تھے۔

سعدیہ منہ دھو کر واپس لان میں آئی۔

"آؤ کھانا کھالو بیٹے..." نجمہ بیگم بولیں۔

وہ اور میاں صاحب، شاہ بیگم شیراز شاہ

کے ہمراہ کھانے پر موجود تھے۔

"جی امی، ایک منٹ آئی..." سعدیہ نے جواب دیا

اور فلور سٹیج کی طرف رخ کیا۔

۔ہاں جی بھئی پانچ منٹ منہ دھونے گئی ادھر کام ای ختم۔

سعدیہ جی آپکے پانچ منٹ پچیس منٹ تھے احمد نے گھڑی پر نظر ڈالی۔

...ارے واہ تو تو منٹ گن رہا تھا شام نے احمد کو چھیڑا

بکواس نا کر رینڈ ملی نظر پڑ گئی احمد نے صفائی پیش کی۔

اچھا مان لیتے ہیں جی.. سعدیہ جی وہ پھر سے احمد کی نقل اتار رہا تھا۔

بس کرو شاہمیر احمد نے اسے گھورا۔

وہ سب اریحہ کے گرد بیٹھے تھے

اریحہ نے سعدیہ کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔

NOVEL-E-MEHAR

بس بہن، تھک گئی ہوں اس لیے“

”ختم کر دیا، چلو، کھانے کے لیے چلیں۔

سعدیہ کی نظر اٹھ کھڑے ہونے پر احمد پر گئی۔ سعدیہ نے جلدی سے نظر

۔ ہٹالی، دل کی دھڑکن جیسے تھم جاتی تھی

اریحہ نے رامین اور حنا کی طرف دیکھا۔

”ہاں یار، چلو، بھوک لگی ہے۔“

حنا نے بال جھٹک کر کہا اور

، آٹھ کھری ہوئی

کیاااااااااااااا؟ سچ میں؟ شام کی

آنکھیں کھلی تھیں

. ....جیسے کوئی شاک لگا ہو

NOVEL-E-MEHAR

...اسکے بے تکے سوال پر حنا نے گھور کر کہا

بھوک لگ سکتی ہے انسان ہیں

۔ ہم سچ میں والی کیا بات ہے

ارے نہیں میں تو اس لیے حیران ہوں کے تم بول کیسے سکتی ہو۔ شام زبان کے

گرد اشارے کرتے

شاک والے انداز میں ایکٹنگ کر رہا تھا۔

لو بھئی نیا ڈرامہ اریحہ نے ڈوپٹہ ٹھیک کرتے

بے نیازی سے کہا۔

آؤ بھئی بول سکتی ہے گونگی نہیں ہے وہ

اریحہ نے شام کو شاک سے نکال کر حوصلہ دیا۔

"شام کندھے اچکا کر بولا، "قسم سے، مجھے یہی لگا تھا۔

سعدیہ اور اریحہ اور رامین کے ساتھ اس بار احمد کا کہکا بھی بلند ہوا

سعدیہ نے اسکی کی طرف نظر

ڈالی تو ٹھہر گئی، وہ اتنا پیارا

تو ہنستا تھا نجانے کیوں

اتنا کم ہنستا تھا۔

احمد کی نظر اس سے ملی تو دل سکون محسوس کر رہا تھا، اور ساتھ ہی چھوٹی سی بے چینی بھی ہو رہی تھی۔

ڈنر کے بعد، سب مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہو گئے۔

شاہمیر نے رامین اور حنا کو گھر چھوڑا، اور خود بھی واپس گھر آ گیا۔

سعدیہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی فون چلا رہی تھی۔

احمد کا خیال دماغ میں گھوم رہا تھا۔ ہر پل وہ وہاں موجود محسوس ہوتا تھا جہاں وہ گجرے پہنا کر کھڑا تھا بلکل اسکے قریب، یا ابٹن والے چہرے کے ساتھ اسکے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔ وہ سوچ کر ہنس رہی تھی اور ہاتھ سکرین پر چل رہے تھے۔

...سنو شاہمیر میسج کرے تو ریپلائی دے دینا

اریحہ باتھ روم سے نکلتے بولی۔،

"سعدیہ، اچھی تھی، آپنے میرا نمبر دے دیا نا کریں مزاق ایسا؟"

سعدیہ نے مسکرا کر کہا،

بس... سب کچھ تم نے دیکھ لیا وہ پاگل ہو رہا تھا تو دے دیا۔"

" ارے یار اریحہ آپی وہ ہے ہی پاگل وہ تو سب سے دوستی کر لیتا ہے سعدیہ جھنجھلا کر بولی

ہاں بٹ سعدیہ سعدیہ زیادہ کر رہا ہے کل سے

اریحہ نے مسکراہٹ دبائی۔

ہاں تو میں نے کر تو لی دوستی اس سے سعدیہ بے نیازی سے بولتی پھر فون پکر کر لیٹ گئی۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے فون کھولا اور رامیشہ کو میسج کرنا شروع کیا:

"... اسنے پیکٹ دیا" اسکے بعد وہ روم سے چلا گیا

رامیشہ کا فوراً جواب آیا تھا۔

، اسکے بھیٔ اسکے تحفے وصول کیے جارہے ہیں

اسکا میسج دیکھ کر سعدیہ کا چہرہ شرم سے کھل اٹھا تھا۔

کیا بات ہے براشرمایا جارہا ہے شام کا میسج ہے؟

اریحہ چہرے پر لوشن لگاتے بولی۔

لو آپی اب پھر سے شام رامیشہ سے بات کررہی ہوں یار... سعدیہ نے بیچارگی سے صفائی دی۔

....اچھا اچھا بڑی پیاری ہے تیری دوست یار

اریحہ نے بیڈ پر بیٹھتے کہا۔

اچھا تجھے گجرے بھی شام نے لا کر دیے تھے نا۔

اریحہ کے پھر ویسے ہی سوال پر وہ جھنجھلا گئی تھی۔

کیا یار آپی پھر شام... بھائی بولتی ہوں میں اسکو آپ کدھر کو لے کر جارہے ہو ریلیشن کو۔

اس نے مصنوعی غصے میں فون زور سے پٹخا تھا۔

....نہیں ایسے ای پوچھ لیا میں نے بھی پہنے تھے مجھے شام نے ہی لا کر دیے تو

ابھی اسکی بات پوری نہیں ہوئی تھی وہ بول اٹھی

اچھا آپنے سوچا مجھے بھی اسنے لا کر چلو لے بھی آئے تو اس میں کیا غلط؟

..... لیکن ویسے بھی گجرے احمد لائے

باقی بات اسکے منہ میں رہ گئی تھی۔

ارے واہ دو دن میں بات ایسی بن گئی اریحہ سعدیہ پر حملہ آور ہوئی تھی۔

سعدیہ شرم سے خود کو کمبل میں چھپانے کی کوشش کررہی تھی۔

نکلو زرا باہر پوری بات بتاؤ اریحہ نے کمبل کھینچ کر کہا۔

NOVEL-E-MEHAR

... ویسے ایک بات ہے مجھے پتا تھا اریحہ ٹیک لگ کر بولی

کیا کیا کیا پتا تھا سعدیہ فوراً نمودار ہوئی

...اس سے پہلے اریحہ بولتی

..ٹن ٹن ٹن نوٹیفیکیشن ہوا

ایک منٹ یار میں آئی بس۔ سعدیہ نے ٹائپ کر کے فون سائڈ پر رکھا اور متوجہ ہوئی۔

۔ بتاؤ نا اریحہ آپی سعدیہ نے تجسس سے پوچھا

زیادہ کچھ نہیں یہی کے احمد کو

...آپ سے فرسٹ سائٹ والا وہ ہو گیا ہے

مگر وہ بتا نہیں رہا.... اور یہ گجرے بھی

۔ وہی لایا تھا میں نے ہی اسے روم میں بیجھا تھا

....سعدیہ کا رنگ فق سے آڑھ گیا تھا

۔ منہ تو بند کر میرا اکلوتا بھائی ہے مجھے ہی بتائے گا.... اور مجھ سے ہی ہیلپ لے گا

دو دن میں کسکو ہوتی ہے محبت؟ سعدیہ نے

۔ گھبراہٹ چھپاتے ہوئے سوال کیا تھا

" محبت کو ہونے کے لیے ایک پل کافی ہوتا ہے"

"دوں تو وہ جان بوجھ کر آیا تھا جب میں نیچے تھی۔ clue ہاں، اور تمہیں

۔ سعدیہ حیران تھی

NOVEL-E-MEHAR

شام تمہیں دوستی کی پیشکش بھی

۔ احمد کے بولنے پر کر رہا تھا

کیوں کے وہ جاننا چاہتا تھا کہ میں کیسی ہوں

۔ میری لائف میں کوئی ہے یا نہیں۔اس بار جواب سعدیہ نے خود دیا تھا

۔ ہاں بلکل ایسا ہی ہے اریحہ نے تصدیق کی

۔ مطلب میرے ساتھ گیم ہو گئی؟ سعدیہ شاک سے ہل نہیں پا رہی تھی

۔ ہاں اور رشتہ بھی ہو ہی گیا

۔ ایک اور جھٹکا جو سعدیہ کو دیا گیا تھا

۔ اس بار اسکے منہ سے ایک ہی لفظ نکلا تھا

۔ کیاااااااااااااااااااا..... ہاں... اریحہ نے بھی ایک لفظی جواب دیا

۔ آپی آپ سو جائیں آپ ہوش میں نہیں ہیں وہ اریحہ پر کمبل دیتی ہوئی بولی

۔ اریحہ مسکرائی اور سچ میں آنکھیں موند گئی

" رشتہ، محبت، پلین، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

سعدیہ نے رونے والے انداز میں لکھا۔

پلین تھا وہ جان بوجھ کر روم میں آیا تھا

۔ اسے پتا تھا اریحہ نہیں ہے ادھر بلکہ اریحہ نے ہی اسکو بتایا تھا

NOVEL-E-MEHAR

مطلب گیم کر گئے مل کر بہن بھائی؟

۔ جواب آیا تھا

ہاں یار میشے میں سمجھی کے اسکو پتا

نہیں تھا کے میں اکیلی ہوں،

۔ ہاہاہا رامیشہ کو ہنسی آئی تھی

.....میری معصوم سہیلی

۔ اب سو جا زیادہ نا سوچ

ہمم تم بھی سو جاؤ کل

بات کرتے کچھ رشتے کی بات

...کر رہی تھی اریحہ آپی

NOVEL-E-MEHAR

کسکا تیرا اور احمد کا؟

رامیشہ نے حیرت سے ٹائپ کیا تھا۔

پتانہیں وہ سوگئی ہیں صبح پوچھوں گی

.....چل تو بھی سوجا

.....اچھااوکے شعر سن ارض کیاہے

...سعدیہ مسکراکر لکھنے لگی ارشادارشاد

ابھی اک جھلک میسر ہو تیری اگر

پھر سوچتی ہوں کیساہوایسا مگر

۔ شعر پر کر سعدیہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی

NOVEL-E-MEHAR

اسنے مسکراہٹ کے ساتھ کے ساتھ

۔ لکھا2دن اور جناب پر جھلک نہیں ساری جھلکیاں آ چکی□تب تک موتیب ہے نا کام چل جائے گا

۔ خداکاخوف کر و سعدی اس بندے کو دیکھ دیکھ کر پک گئی ہوں میں اسکانام بھی نالور امیشہ نے ٹائپ کیا تھا

کیوں بھئی عاشق ہے اس قدر پرانا

۔ میٹرک سے گریجویشن تک آگیا ساتھ ساتھ

۔ اچھا چھوڑ دفاع کر تو اپنی سٹوری پر فوکس کر رامیشہ نے شرارت سے کہا

آؤ چل سو جا سٹوری بھی دیکھ لیں گے

۔ ابھی تک تو میں شریف تھی اب دیکھنا

۔ سعدیہ کا میسج دیکھ رامیشہ مسکرا دی

اور ٹائپ کیا اچھا چل معاف کر دے محبت ہی

.....تو کر رہا ہے بیچارا

NOVEL-E-MEHAR

ارے واہ بیچارا سب پلاننگ سے کر رہا ہے

......اور مجھے دکھا رہا ہے حسین اتفاق

۔ سعدیہ کے جھلے بھنے انداز پر رامیشہ کا کہکارات کے اندھیرے میں گونجا تھا

اور پھر نائٹ گریٹنگز ۔کے بعد سعدیہ فون رکھ سونے کی کوشش کرنے لگی تھی

ایسی راتوں میں جب اسکی یاد ستاتی ہے

پھر نیند کن کمبخت انکھوں میں آتی ہے

رامیشہ کا آخری میسج جو اس نے پڑھا تھا

وہ یہ شعر تھا جو سعدیہ کے دماغ میں گھوم رہا تھا

رامیشہ اپنے کمرے میں بیٹھی،سوچ رہی تھی،

سعدیہ ابھی بس دو دن ہوئی راولپنڈی گئی،اور وہ اتنا بور احال میں ہے... زندگی کتنی بور لگ رہی ہے اسے۔"

پھر اسنے پین اٹھایا اور ڈائری پر شعر اتارا

" شاعری کرنا اور چاکلیٹس کھانا اسکا پسندیدہ کام تھا

NOVEL-E-MEHAR

صبح کی ہلکی روشنی کھڑکی کے پردے سے اندر جھانک رہی تھی۔

رمیشہ آئینے کے سامنے بال درست کرنے میں مصروف تھی۔

چلیں آپی؟راحل ٹائی باندھتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

ہاں!چلو اس نے کندھے پر بیگ ڈالتے ہوئے کہا،رکو تم دونوں ناشتہ تو کر کے جاؤ،

رومیسہ بیگم ناشتے کی بڑی ٹرے سجائے کمرے میں داخل ہوئیں۔

ارے امی جان دیر ہو جائے گی کالج سے راحل نے پیار سے ماں کے گال سہلائے تھے۔

نہیں ہو گا کچھ۔ کھانا کھائے بنا کہیں نہیں جا رہے ہو

تم چلو بیٹھو وہ ڈانٹتی ہوئیں

کمرے سے باہر چلی گئی آجاؤ بھائی،

آجاؤ کھالو کچھ،

رمیشہ نے راحل کو اشارہ کیا،

وہ ابھی تک ٹائی میں الجھا تھا۔

ہاں میرے لیے ایک ٹوسٹ پر جیم لگا دو

اس کی بات پر رامیشہ نے

اسے گھوری سے نوازا تھا۔

تیز رفتار سے چلتی موٹر سائیکل

NOVEL-E-MEHAR

پر وہ چلائی تھی،

، آہستہ چلاؤ بھئی گرانے کا ارادہ ہے کیا

رمیشہ جو کبھی کبھار راحل کے ساتھ بائک پر بیٹھتی تھی ڈرتے ڈرتے سفر طے کرتی تھی۔

ڈونٹ وری آپی جب راحل یہاں ہے،

تو ڈر کہاں ہے؟ راحل نے کالر جاڑ کر کہا تھا۔

چل چل شوخہ پن نہ دکھا اچھے سے بائیک چلا اس نے کندھے پر تھپکی دی،

آپی آگیا کالج اس نے بائیک روکی تھی۔

!وہ اتری بیگ کندھے پر ڈالا اور داخلی دروازے کی طرف رخ موڑ لیا۔۔۔ہائے بیسٹی

دراز قد، گنگرالے بالوں والا دودھیا رنگت والا وہ لڑکا سامنے کھڑا ہاتھ ہلا رہا تھا۔

ہائے،،،رمیشہ نے بے نیازی سے کہا اور قدم تیز کر گئی۔

متیب اپنی پوری کوشش سے چلنے میں اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

اتنے دنوں بعد آیا ہوں بات تو کرو نا یار،

متیب گھوم کر اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔

کیسے ہو رمیشہ نے زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر سوال کیا تھا۔

متیب اچھے خاندان کا مہزب لڑکا تھا۔

وہ رمیشہ کا کلاس میٹ تھا اور فرینڈ بھی وہ ہمیشہ سے اس سے اسکے لیے

اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتا رہتا تھا،

اور وہ ہمیشہ انکار کردیتی تھی،

میں تو بالکل ٹھیک ہوں،

یہ پوچھو اتنے دنوں بعد کیوں آئے ہو،

NOVEL-E-MEHAR

مطیب نے گھومتے ہوئے چلنے لگا۔تم خود ہی بتادو مقابل نے جواب دیا وہ پہلی کلاس میں داخل ہو چکے تھے میں اسلام آباد گیا تھا،

ہائے برو کلاس کے دوسرے لڑکے نے متیب سے ہاتھ ملایا تھا،

رامیشہ نے بیگ رکھا اور نشست سنبھالی، میں ادھر بیٹھ جاؤں متیب نے رمیشہ کے برابر کی سیٹ پر بیگ رکھتے سوال کیا تھا وہ محض مسکرا کر

رہ گئی یار اتنا بھی برا نہیں ہوں میں وہ مصنوعی اداسی سے بولا،

بات یہ نہیں کہ میں تم سے،

جان چھڑانا چاہتی ہوں،

تم اچھے دوست رہے ہو،اور رہو گے،

، بس یہ ٹپیکل لورز والی حرکتیں نہ کیا کرو،رمیشہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔اوکے بیبی نہیں کرتا

متی اپنے دانت دکھا کران کی نمائش کی تھی۔

رمیشہ لفظ بے بی پرانکھیں گھما کر رہ گئی۔

شام شام علی زور زور سے اوازیں لگا رہا تھا۔

جی بھائی شام سنتے ہی لانج میں اٹپکا۔

یار ابٹن کی پکچرز سینڈ کر دو،

کب سے میسج دیکھ رکھا ہے تم نے،

پھر بھی نہیں کر رہے۔

جی بھائی وہ میرا فون ٹوٹ گیا ٹھیک کروانے دیا ہے آجائے گا پھر کر دوں گا شام نے سیریس ہو کر جواب دیا،

، اور صوفے پر دونوں پاؤں

سامنے میز پر رکھ کر بیٹھ گیا۔

بھائی ایک بات ہے،

شام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ہاں بولو کیا بات ہے پیسے چاہیے؟

نہیں شام نے علی کی بات کاٹتی تھی لاہور جانا ہے کیا!!! علی زور سے بولا۔

NOVEL E MEHAR

ہاں لاہور جانا ہے۔

؟ کیوں اُدھر کیا لینے جانا ہے

علی نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل پر رکھا ریموٹ پکڑا۔

بڑا حسین شہر ہے بھائی بہت اچھی یونیورسٹیز ہیں وہاں،

پڑھوں گا اور کیا کروں گا،

بیٹا جی اسلام آباد بڑا پڑا ہے کالج یونیورسٹیوں سے لاہور جانا ضروری ہے کیا؟ علی نے ریموٹ سے چینل چینج کرتے ہوئے کہا۔ اچھا فلحال چھوڑو اس بات کو میں جا رہا ہوں بازار مما پوچھیں تو بتا دینا احمد کے ساتھ مارکیٹ جانا ہے سیم ڈریس لینے ہیں۔

شام بولتا اٹھا اور اپنے بال میں انگلیاں گھسا کر انہیں سیٹ کیا اور گاڑی کی چابی گھماتا باہر کے دروازے کا رخ کر گیا۔

تیسرا پیریڈ ختم ہوا ہے ابھی اور میں نے صبح سے تمہارے ساتھ،

سعدیہ کو نہیں دیکھا۔

وہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی،

کلاس ختم ہونے پر وہ کنٹین ائی تھی،

اور وہ ادھر بھی ٹپک پڑا تھا۔

۔ شادی پر گئی ہے

دو دن سے کالج نہیں آئی۔

۔ راولپنڈی میں ہے ابھی وہ

۔ رمیشہ نے چائے کا سپ لیتے ہوئے جواب دیا

۔ اچھا واہ بھائی اکیلے اکیلے، سیر سپاٹے تمہیں بھی ساتھ لے جاتی

NOVEL-E-MEHAR

۔ متیب نے بیگ اتار کر رکھا

تم بیو قوفوں والی باتیں کیوں کرتے ہو متیب اس کی فیملی ویڈنگ ہے۔

۔ میرا وہاں کیا کام پاگل انسان

ہاں یہ بھی ٹھیک کہا۔

، میں پاگل واہ رے چلو پاگل ہی سہی

کیا کریں آپکے عشق نے پاگل کر دیا،

: وہ شعر ہے نا

عشق نے پاگل کر دیا غالب *

*ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

۔ وہ لفظ پاگل نہیں نکما تھا شعر غلط بولا تم نے،،،، آہ غالب آہ،،،،، وہ اٹھی تھی۔ کہاں جا رہی ہو وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا

اپنے گھر مقابل نے جواب دیا مگر کیوں ابھی آف نہیں ہوا۔ میں اتنے دن بعد تم سے مل رہا ہوں اور تم جا رہی ہو،

یار،،،، مطیب نے بیچارگی سے اپنی گہری کالی انکھیں سکیڑی تھی۔

۔ خدا حافظ۔ بیگ کاندھے پر ڈالے مطیب کی نظروں سے اوجل ہوتی چلی گئی اور وہ وہیں کرسی پر ڈھیر ہو گیا اور اسے جاتا دیکھتا رہا

!السلام علیکم

شام نے احمد سے مصافہ کیا،

NOVEL E MEHAR

اور پھر ساتھ کھڑے،

جنید ہمدانی کی طرف دیکھا

یہ مسٹر جنید حمدانی ہے، ہمارے بزنس پارٹنر ہیں ہیلوانکل اس نے ہاتھ آگے کیا

یہ شاہمیر قریشی ہے میرا بیسٹ فرینڈ،

اواپ سے مل کر اچھا لگا شام نے تعریف کی سچ آ جنٹل مین یو آر

او تھینک یو تھینک یو سو مچ

ہینڈ سم بوائے مقابل نے کہا۔

آدمی الوداعی کلمات کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا بلیک لینڈ کروزر دھول اڑاتی فن سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

ہاں بھائی کیا خیال ہے شام نے احمد کے ساتھ چلتے اس کے کاندھے پر اپنا بازو پھیلایا تھا۔

خیال کیا ہونا ہے یار اچھی

سی ڈریس لیتے ہیں۔

دونوں اسلام اباد کی

، مشہور مارکیٹ میں موجود تھے

NOVEL-E-MEHAR

اں چلواؤ سیم سیم لیں گے،

شاہمیر نے کہا اور دکان میں داخل ہو گئے۔

وہ گھر ائی تو امی گھر پر نہیں تھی ہائے اللہ جی رمیشہ نے بیگ اتارا اور زور سے صوفے پر جا گری۔

پانی پی لیں راحل نے گلاس آگے کیا تھا۔

امی کہاں ہیں بھائی؟

رمیشہ نے سوال کیا اور گلاس تھام لیا۔

خالہ کی طرف گئی ہیں،

کمیٹی کی رقم لینے۔

راحل نے وضاحت کی اور واپس

کچن میں چلا گیا بھائی،

رمیشہ نے مڑ کر آواز دی جی

آپی راحل نے کھڑکی سے جھانکا تھا

چائے بنا رہا ہوں لے کر آتا ہوں،

پھر مل کر پیتے ہیں،

، وہ اس کے کہنے سے پہلے

، ہی سمجھ گیا تھا

اس کے سر میں درد ہو گا،

رمیشہ مسکرائی تھی،

NOVEL-E-MEHAR

اس کا بھائی اسے کتنا جانتا تھا۔

ریڈی ہو گئی چلو جلدی کرو نہ آ جاؤ، سب مہمان ہال میں جا چکے تھے،

اس کو نجمہ بیگم کے ساتھ جانا تھا۔

ڈرائیور کب سے ویٹ کر رہا ہے، آ جاؤ

آ گئی مما بس آ گئی وہ اپنا سی گرین ہلکے گولڈن کام والا شرارہ سنبھالتے ہوئے

.لاؤنج میں داخل ہوئی

ماشاءاللہ نجمہ بیگم نے

بیٹی کی طرف دیکھ کر کہا تھا

ہال میں داخل ہوتے ہی شاہ بیگم،

کی ملاقات مسز قریشی سے ہوئی تھی۔

السلام علیکم انہوں نے اگے بڑھ کر،

شاہ بیگم کو گلے لگایا،

قریب کھڑی نجمہ بیگم سے ملی اور

سعدیہ پر نظر ڈالی۔

ہیلو ڈیئر فرینڈز شمیر ہاتھ ہلاتا،

، وہاں آٹپکا ہائے سعدیہ نے

بدلے میں جواب دیا،وہ ایک ہاتھ

سینے پر رکھ دوسرا بازو پھیلا کر

ہلکا سا جھکا تھا، آپ اپسر الگ رہی ہیں۔

شکریہ شاہمیر لیکن اپنی حرکتوں سے

باز آجاؤ پہلے ہی اریحہ شک کر رہی تھی۔ سعدیہ بولتے ہوئے جانے لگی،

جب اس کی نظر سٹیج پر بیٹھے اریحہ اور علی پر مرکوز ہوگئی۔

NOVEL-E-MEHAR

مہندی رنگ کے جوڑے میں ملبوس ریحہ کسی شہزادی سے کم نہ لگ رہی تھی

مقابل بھی علی تھا،

سفید شلوار کرتے میں ملبوس،

مہندی رنگ کا پرنس کوٹ پہنے

وہ بھی اپنی شخصیت

کو چار چاند لگا رہا تھا۔

ارے بھئی آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں

میں ایسے ہی فن کرتا ہوں یار

شک مجھ معصوم پر شک نہ کرے

نہ کرے،،،،بس کرو شام کتنی،

ناٹنکی کرتے ہو تم سعدیہ

کی بات پر اس کا کہکا بلند ہوا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

جو ارد گرد کے لوگوں کو متوجہ

کر گیا تھا

، اچھا میرا جگر کدھر ہے

تمہاری باڈی میں سعدیہ نے

مسکرا کر کہا

اس نے پورے ہال میں نظر گھمائی احمد کو کسی کے پاس کھڑے بات چیت کرتے پایا پایا اچھا میں سٹیج پر اریحہ کے،

پاس جارہی ہوں

احمد بھائی اسکا نام پکارا گیا تھا،

احمد نے سامنے کھڑے آدمی سے

معذرت کرتے ہوئے اپنا رخ

شام کی طرف کیا۔

ہاں بول یار بھابھی آگئی،

مل لے جا کر،

بکواس نا کر احمد نے اسے مکہ دکھایا تھا،

لو بھائی میں تو بھابھی مان چکا ہوں۔

اچھا تیرے لیے ایک سرپرائز ہے،

......کیا سرپرائز

احمد کی بات ادھوری رہ گئی تھی،

جی بھائی کون سی بھابی کس کی بھابی، کسی نے پیچھے سے،

دونوں کے گلے میں ایک ایک

بازو ڈالتے ہوئے کہا۔

کون ہے بھائی احمد نے بازو ہٹایا

وہ مڑا ہی تھا کے شوقد رہ گیا،

ارے مانی تو کب آیا احمد نے

اسے گلے لگایا تھا، کیسے ہو جگر ؟

NOVEL-E-MEHAR

میں فٹ ہوں تم بتاؤ تم کیسے ہو؟

میں ٹھیک ہوں یار تم کہاں غائب تھے؟

، ابروڈ گیا تھا یار امی کو لے کر ان کی طبیعت کافی زیادہ خراب تھی مانی کہ سفید چہرے پر پریشانی کے اثار ابھرے تھے

۔ اب کیسی طبیعت ہے انٹی کی شاہمیر نے نظریں ادھر ادھر گھماتے ہوئے پوچھا تھا

ماما تو ٹھیک ہیں،

۔ تم کس کو ڈھونڈ رہے ہو

بھابھی کو شاہمیر نے انکھ دباتے ہوئے کہا،

کون سی بھابی کس کی بھابی،

ارے یار کیا بتائیں،

ہمارے اینگری مین کووووووو

محبت جیسا کچھ ہو گیا ہے،

شام کے بولنے کی دیر تھی کہ ،

احمد کا زوردار مکا اس کی کمر پر

رسید ہوا تھا۔

آمار ڈالا یار شام بر پور ایکٹنگ کے ساتھ قریبی کرسی پر ڈھیر ہو چکا تھا۔

مانی نے سمجھتے ہوئے احمد کی طرف سوالیا نظروں سے دیکھا

کچھ نہیں یار تم تو ایسے نہ دیکھو،

، احمد نے اپنی بات

درمیان میں ہی روکی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

اس کی نظر سامنے سے آتی

لڑکی پر پڑی تھی۔

مانی نے دیکھا مگر پہچان نہیں سکا تھا۔

سی گرین شرارہ شرٹ میں ملبوس کھلے بالوں کے ساتھ ہلکا میک اپ کیے وہ کسی اپسرا سے

کم نہ دکھائی دے رہی تھی میں آتا ہوں۔

منجمد احمد کو جیسے ہوش ایا تھا

، موبائل کو جیب میں ڈالتا اگے بڑھا ہیلو کزن

، احمد نے اگے بڑھ کر سعدیہ کو متوجہ کیا

وہ بنا کچھ بولے قریبی ٹیبل پر اپنا فون رکھتے کرسی پر بیٹھ گئی۔

آپکو کوئی کام ہے مجھ سے،

اپ سے تھوڑی کام کروائیں گے،

ہاں بس تنگ کروائیں گے اور کریں گے،،،وہ اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔

اسکیوزمی مس میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں جی ضرور سعدیہ نے کچھ سوچ کر کہا،

نوجوان لڑکا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا،

میرا نام عبدالرحمن ہے،

اور آپ کی تعریف وہاں موجود تیسرے کو جیسے مکمل نظرانداز کیا گیا تھا،

جی میں.... یہ میری کزن ہے مانی،

بات کاٹ دی گئی تھی اور سعدیہ یہ میرا دوست ہے لفظ دوست کو چبا کر کہا گیا تھا جس پر عبدالرحمن کا کہکا بلند ہوا تھا،

اپ کے ہاں سب ایسے ہی بے تکلف ہیں، سعدیہ کا اشارہ اس کے دوستوں کی بے تکلفی پر تھا۔

(پہلے شام اور اب یہ عبدالرحمن اف خدایہ بات وہ صرف سوچ کر رہ گئ تھی)

مل کر اچھا لگا احمد آپکو اریحہ آپی بلا رہی تھیں وہ اپنا دوپٹہ سنبھالتے اٹھی تھی۔

ماشاءاللہ یار تیری بہت پیاری کزن ہے۔

میری تو انکھوں میں بس گئی اس کی صورت بھابھی بنیں گی تیری خبیث انسان۔

احمد نے انکھیں دکھائیں ارے یار

چیک کر رہا تھا کہ تم ادھر کھڑے،

، کیوں ہو لڑکی کے ساتھ دیکھ کر

حیرانگی ہو رہی تھی۔

مجھے بھی ہوئی تھی۔

شام احمد کے بالوں کو چھیڑا تھا۔

تم ہر جگہ پیچھے پیچھے آ جاتے

ہو تنگ نہیں کرو مجھے یار۔

احمد جنجلا گیا تھا۔

اچھا اچھا میرے جگر،

نہیں کرتے تنگ ایم سوسوری شام نے کان پکڑنے کی ایکٹنگ کی تھی،

امی میں مارکیٹ جا رہی ہوں،

NOVEL-E-MEHAR

جلدی سے چیزیں پوری کی اور کمرے

سے باہر نکلی راحل آنے والا ہے،

ذرا گلی کی نکر تک گیا ہے اس کو ساتھ لے جاؤرات ہو گئی ہے،

بیٹا امی میرا بہت خرچہ کرواتا ہے،

میں خود ہی چلی جاؤں گی ہاں بھئی ہاں چھوٹے بھائی خرچے کرواتے ہی ہیں، بڑا ہوتا تو کما کر لاتا راحل نے دروازے سے داخل ہوتے

باضابطہ بلند آواز میں اعلان کیا تھا۔

باپ سلامت ہے کمانے کو میرا بیٹا

اتنی سی عمر میں کیوں کمانے لگا،

واجد صاحب نے بیٹے کے کندھے پر بازو پھیلایا تھا ارے بابا راحل چونک گیا اور پھر ان کے گلے سے لگ گیا۔

اور رمیشہ جو بیگ چیک کر رہی تھی۔

اپنے باپ کو دیکھ کر ساکت ہو گئی۔

امی بابا آ گئے راحل نے کچن میں کام کرتی ماں کو آواز لگائی۔

کیا ہوا میری بیٹی گلے سے نہیں لگے گی۔

NOVEL-E-MEHAR

واجد مہر نے رمیشہ کی

طرف بازو پھیلائے تھے۔

میں ناراض ہوں آپ سے!

بیٹی کے الفاظ نے ان کے کھلے

بازو بند کر دیے تھے۔

اور اپنوں کے ملنے کی خوشی چہرے پر ماند پڑنے لگی تھی۔

اسے فرق ہی نہ پڑا تھا،

اس کا باپ اتنے سالوں بعد

اس کے سامنے کھڑا تھا۔

امی میں مارکیٹ جا رہی ہوں وہ منجمند کھڑی اپنی ماں کو بولتی بیرونی

---دروازے سے باہر نکل گئی

مارکیٹ اس کے گھر سے صرف پانچ منٹ کے فاصلے پر تھی۔

چلتے ہوئے بھی باپ کا چہرہ بار بار آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔

وہ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں تھی، مگر وہ بہنے کی زد میں تھے۔

اسے کچھ سامان لینا تھا۔

کتابیں۔

اور اپنی پینٹنگ کے لیے رنگ، برش اور کینوس۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ مارکیٹ کے اندر موجود سب سے بڑے اسٹیشنری اسٹور پر رکی۔

"ایکسکیوز می انکل۔"

" آؤ بیٹی، آؤ دکاندار نے شائستگی سے کہا"

اس نے لسٹ نکالی اور سامان بتانے لگی۔

دکاندار ایک ایک چیز نکالتا گیا۔

کینوس، برش، آئل پیسٹل رنگ۔

ہو گیا بیٹی جی انکل وہ بیگ سے پیسے نکالے

کچھ ہی دیر بعد سامان اس کے ہاتھ میں تھا۔

مارکیٹ کی گہما گہمی اپنے عروج پر تھی۔

روشنیوں کی قطاریں۔

ٹریفک کی آوازیں۔

لوگوں کی باتیں۔

یوں لگتا تھا جیسے،

لاہور کو کبھی نیند آتی ہی نہیں۔

NOVEL-E-MEHAR

''ایکسکیوز می... رات کے ساڑھے دس بج رہے ہیں، آپ اکیلی مارکیٹ میں کیا کر رہی ہیں؟''

اس نے مڑ کر دیکھا۔

''تم؟ تمہیں سکون نہیں ہے؟ ہر جگہ پہنچ جاتے ہو۔''

''یہ لاہور ہے مسٹر۔ساڑھے دس ہوں یا ساڑھے تین،فرق نہیں پڑتا۔''

وہ مسکرا دیا۔

''اچھا،خیر۔اکیلی ہو؟''

''ہاں،اکیلی ہوں۔''

''سامان دو،گاڑی میں رکھوا دیتا ہوں۔''

''میں پیدل آئی ہوں۔''

NOVEL-E-MEHAR

''میں اپنی گاڑی کی بات کر رہا ہوں۔آؤ،ڈراپ کر دیتا ہوں۔''

''نہیں،ابھی مجھے کچھ اور بھی لینا ہے۔میرا گھر جانے کا موڈ نہیں ہے۔''

اریو سیریس،رمیشہ؟میں نے تمہیں کبھی اس طرح اکیلا نہیں دیکھا۔یا سعدیہ ساتھ ہوتی ہے،یا راحل۔ہاں ابھی فلحال دونوں''
''مصروف ہیں تو میں خود ہی آگئی سب ٹھیک ہے نا؟تم پریشان لگ رہی ہو۔

''میں ٹھیک ہوں مطیب۔''

''تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''

''پھر وہی سوال بھئی''خریداری کرنے آئی ہوں۔

وہ اس کے ہاتھ میں موجود تھیلے کی طرف دیکھنے لگا۔

''اتنا سامان؟اتنے بڑے کینوس کلر باکس؟تم یہ سب اکیلی کیسے اٹھاؤ گی؟''

اٹھالوں گی۔''وہ اگے چل پڑی''

'' میری بھی پینٹنگ بناؤنا

'' دماغ نہ کھاؤمطیب موڈ آف ہے میرا''

وہ دونوں ساتھ چلنے لگے۔

''اچھا بتاؤ،کیا ہوا ہے؟موڈ کیوں آف ہے؟''

NOVEL-E-MEHAR

"میرے بابا آگئے ہیں۔"

"واٹ؟واقعی؟کب؟"

"ابھی۔میں مارکیٹ آنے سے پہلے۔"

"تو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔تمہیں ان کے ساتھ گھر ہونا چاہیے تھا۔"

وہ چلتے ہوئے بولی،

میں ان سے ناراض ہوں۔بات نہیں کرنا چاہتی۔دیکھنا نہیں چاہتی۔"مگر دل کہہ رہا تھا(میں آپ کے سینے سے لگ کر رونا چاہتی"

(ہوں بابا۔میں صرف آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں بابا۔میری آنکھیں آپکو دیکھنے کے لیے ترس رہی ہیں بابا

NOVEL-E-MEHAR

اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

.....تم کیسی باتیں کررہی ہو؟اتنے سال انتظار کے بعد جب وہ واپس آئے ہیں۔تو تم ناراض ہو؟"وہ اکیلے آئے ہیں متی"

اتنا ہی کہہ سکی

اس کے دل کے اندر شور تھا۔

"چلو،گاڑی میں بیٹھو۔"

"مجھے گھر نہیں جانا۔"

"یار رات ہو گئی ہے۔"

"مجھے حویلی ریسٹورنٹ چھوڑ دو۔مجھے وہاں بیٹھنا ہے۔اچھی سی کافی پینی ہے۔"

وہ چند لمحے رکا،پھر بولا،

---"چلو۔ساتھ ہی چلتے ہیں۔"

حویلی ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی رکی۔

وہ اتری اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

NOVEL-E-MEHAR

اوپر پہنچتے ہی منظر بدل گیا۔

بادشاہی مسجد پوری آب وتاب سے روشن تھی۔

مینار اندھیرے میں جگمگا رہے تھے۔

نیچے لاہور پھیلا ہوا تھا۔

روشنیوں کا سمندر۔

ہوا میں خنکی۔

اور ایک عجیب سا سکون۔

یہی وجہ تھی کہ یہ جگہ اسے پسند تھی۔

وہ میز پر بیٹھ گئے۔

ایک بلیک کافی۔" اس نے ویٹر سے کہا تھا"

"اور میرے لیے بھی وہی۔"

وہ چونک کر دیکھنے لگی۔

"تم کافی نہیں پیتے۔"

"سوچا تمہارے ساتھ پی کر دیکھ لوں۔"

کافی آگئی۔

بھاپ اٹھتی رہی۔

NOVEL-E-MEHAR

متی رسمی باتیں شروع کرلی

سعدیہ کب آرہی ہے واپس،

پرسو آجائے گی

میں تو حیران ہوں

کس بات پر حیران ہو۔

تم دو دن سعدیہ کے بنا گزار گئی

ہاں گزار لیے اور دو اور بھی ہیں ابھی

رامیشہ نے کافی کا سپ لیا

تھوڑا فائدہ ہو گیا مجھے متی نے کپ

رکھتے آنکھ دبائی

کس بات کا فائدہ؟

اسی دوران اس نے فون نکالا۔

راہل کو مختصر سا پیغام بھیجا۔

میں حویلی ریسٹورنٹ میں ہوں۔

سعدیہ کے ادھر نا ہونے کا۔

رامیشہ اسکی بات پر مسکرائی تھی۔

ہاں اگر وہ ہوتی تو تم سامنے بیٹھے نہیں ہوتے

شکل گم کر وہ حکم دے چکی ہوتی۔

متی کا کہکا بلند ہوا تھا، یہ بات تو سچ ہے،

NOVEL-E-MEHAR

اور انکا حکم ماننا پڑتا ہے،

... وگرنہ بندہ مار گرائے غصہ انکا

۔ ہاہاہاہاہا.... رار امیشہ کو ہنستا دیکھ وہ مسکرایا تھا وہ منظر اسکی آنکھوں میں سما رہا تھا

۔ اس کے لیے عزاز تھا کے وہ اسکے سامنے تنہا بیٹھی تھی جسکا وہ دیوانہ تھا

چند لمحوں بعد رمیشہ کی نظر سیڑھیوں پر گئی۔

واجد مہر اوپر آرہے تھے۔

اسکی ہنسی تھم گئی۔

وہ قریب آئے تو مطیب فوراً کھڑا ہوا۔

اسلام علیکم انکل۔ واسلام بیٹے آپ. وہ سمجھ گیا تھا میں انکل کلاس فیلو ہوں 4 سال سے ہم بس دوست ہیں، لفظ بس دوست پر اسکے دل میں ایک ٹھیس اٹھی تھی، مگر وہ اسکے باپ کو وضاحت کرتا اسے خدا حافظ کہتا وہاں سے چلا گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

واجد مہر اس کے سامنے بیٹھ گئے۔

انکے درمیان خاموشی کو ویٹر نے توڑا تھا۔

ایکسیوزمی میم آپکا سامان نیچے کاؤنٹر پر

جمع کروادیا گیا ہے یہ اسکا کارڈ۔

اسنے کارڈ لیا اور بیگ میں رکھا چند لمحے پھر

صرف ہوا اور دور شہر کی آوازیں تھیں۔

"مجھے معاف کردو۔"

واجد مہر کی آواز ابھری تھی۔

اس نے سر نہیں اٹھایا۔

میں پھنس گیا تھا۔"

میں اسے تلاش کرتا رہا وہ مجھے ملا ہی نہیں حالات ایسے ہو گئے تھے کہ واپس آنا ممکن نہیں تھا۔ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جب میں

"نے تمہیں یاد نہ کیا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ آہستہ آہستہ بولتے رہے۔

"میں جانتا ہوں پندرہ سال بہت ہوتے ہیں۔مگر آپ سب کو چھوڑ کر جانا میرے لیے بھی آسان نہیں تھا۔"

اسکولانا تمہاری ضد تھی۔

اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"مجھے معاف کردو میشوں وہ مجھے نہیں ملا"

وہ ٹوٹ گئی۔

اسکا ظبط جواب دے گیا تھا

اچانک اٹھ کر ٹیرس پر جا ٹھہری۔

ٹیرس کی گرل کو تھامے وہ مظبوط

بننے کی کوشش کررہی تھی۔

میشوں انکی آواز پھر اسکے کانوں میں پڑی تھی۔

سامنے روشنی میں چمکتا شہر اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو چندھیا رہا تھا۔

۔ واجد مہر نے بیٹی کا چہرہ اپنی اور کیا اور اسے گلے سے لگا لیا

"بابا... میں نے آپ کو بہت مس کیا۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں ہر دن آپ کو یاد کرتی تھی میں ہر دن اسے بھی یاد کرتی ہوں"

"۔

وہ اسے تھامے رہے۔

اس کی ہچکیاں چھت پر پھیلتی رہیں۔

سامنے بادشاہی مسجد خاموشی سے روشن کھڑی تھی۔

نیچے لاہور پورے زور شور سے جاگ رہا تھا۔

میں تمہارے پاس ہو اب کہی نہیں جاؤں گا۔اور میں اسے لے کر آؤں گا وہ اسلام آباد رہتی ہے، میں خالی ہاتھ نہیں آیا میں جلد اسے لے آؤں گا بہت جلد

وہ روپڑے تھے قسمت نے انکے اپنے دور کیے تھے اور انکے زندگی کے پندرہ سال ضائع کیے تھے۔

وہ چونکی تھی، اسلام آباد رامیشہ نے دوہرایا

ہاں جب میں اسکے پیچھے ترکی گیا تو وہ نہیں ملی

میں نے پانچ سال اسے ڈھونڈا مگر وہ دوبئی چلی گئی،

میں وہاں بھی گیا مگر وہاں

وہ اپنے شوہر کے ساتھ اکیلی رہتی تھی۔

مجھے اسے ڈھونڈ کر ساتھ لانا تھا۔

اور یہ تمہاری ضد تھی کے اسکے بنا واپس نا آؤں۔

ہاں ضد تھی بابا اب نہیں ہے رامیشہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اب ضد ختم ہو گئی۔

۔ میں نے اور ماما نے اسکے بنا اتنے سال گزار ہی لیے

۔ اور اسکی وجہ سے آپکے بنا رہنا پڑا

تمہاری ضد سے میں نے خود سے بھی

لڑائی کی ہے۔

بہت کچھ حاصل کیا ہے۔میں نے دبئی میں

محنت کی اپنا بزنس سیٹ کیا۔

مگر اس تک نہیں پہنچ سکا۔

رامیشہ نے خالی آنکھوں سے باپ کی طرف دیکھا تھا۔

اسکا باپ کتنی محبت کرتا تھا اولاد سے۔

وہ اولاد کے لیے آدھی زندگی گزار آیا تھا۔

تمہاری ماں انتظار کر رہی ہو گی، ہم گھر چلیں اب انہوں نے اسکے آنسو پونچھتے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں اٹھے اور نیچے کی طرف قدم بڑھائے۔

کاؤنٹر سے اپنا سامان لیا جو متی کی گاڑی میں تھا وہ ادھر جمع کروا گیا تھا۔

میری بیٹی پینٹنگز بناتی ہے واجد مہر نے سامان پر نظر ڈالی۔

جی بابا اسنے مختصر کہا تھا۔

وہ اپنی زندگی کا کٹھن انتظار اور ضد ختم کر کے گھر جا رہی تھی باپ سے ملنے کا انتظار

اور عبد کو ڈھونڈنے کی ضد جسکا اختتام ہو چکا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

جاری ہے،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم

اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا ہوا دنیا تاک پہنچانا چاہتے ہیں

ہم آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہے ہیں

www.novelemehar.online

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانا یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں

ابھی رابطہ کریں

Email Writers@novelemehar.com

Whatsapp------03116909338...

NOVEL-E-MEHAR